Globethics Repository

Khasais al-Mustafa SAW 2 (Part 2)

This page was generated automatically upon download from the Globethics Repository. More information on Globethics see https://www.globethics.net. Data and content policy of Globethics Repository see https://repository.globethics.net/pages/policy.

Item Type	Book
Authors	Al-Qodiri, Muhammad Thohir
Publisher	Manshurat Minhaj al-Quran
Rights	With permission of the license/copyright holder
Download date	2026-07-09 14:47:29
Link to Item	http://hdl.handle.net/20.500.12424/185309

باب دُوُم

برزخی خصائص

سفرِ زندگی موت پر اختتام پذیر نہیں ہوتا بلکہ مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے، البتہ زندگی کی نوعیت اور کیفیت بدل جاتی ہے۔

زندگی اور موت کی مختلف حالتوں کے ضمن میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ○(۱)

’’تم کس طرح اللہ کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے، اس نے تمہیں زندگی بخشی، پھر تمہیں موت سے ہمکنار کرے گا اور پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے○‘‘

مذکورہ آیتِ کریمہ میں دو اَموات اور حیاتِ انسانی کی دو اَقسام کا ذکر ہوا ہے:

۱۔ پہلی موت سے مُراد انسان کے سفرِ زندگی کے آغاز سے قبل کی حالت ہے، جب وہ والد کی پشت اور ماں کے رحم میں نطفہ کی شکل میں تھا۔(۲)

۲۔ دوسری موت وہ ہے جس کا نظارہ ہم اپنی روز مرہ زندگی میں کرتے ہیں۔ اس طرح انسان کو یکے بعد دیگرے دو زندگیوں سے سابقہ پڑتا ہے۔

پہلی زندگی سے مراد عالمِ شہادت کی موجودہ زندگی ہے جو ہم اِس دنیائے رنگ و بو میں بسر کر رہے ہیں؛ مگر دوسری زندگی سے مُراد قیامت کی زندگی نہیں بلکہ عالمِ برزخ یعنی موت کے بعد سے قیامت تک کی زندگی ہے۔

---

(۱) القرآن، البقرہ، ۲:۲۸

(۲) ابن قیم، الروح:۵۰

امام ابن قیم کہتے ہیں کہ اُس زندگی میں (بدکاروں کی) مقید روحیں عذاب میں مبتلا ہوتی ہیں جبکہ (نیکو کاروں کی) آزاد روحوں پر باری تعالیٰ کی نعمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں، وہ آپس میں ملتی ہیں، دُنیا میں اُن پر جو واقعات گذرے ہوتے ہیں اُنہیں یاد کرتی ہیں، اور اُن واقعات پر جو دُنیا والوں کو پیش آتے ہیں تبادلۂ خیال بھی کرتی ہیں۔(۱)

لہٰذا جس طرح دُنیاوی زندگی میں نیکی، تقویٰ اور پرہیز گاری کے لحاظ سے بندوں کے مختلف درجات ہیں، اِسی طرح اُن کی حیاتِ برزخی کے بھی مختلف درجات ہیں۔ شہداء کی حیاتِ برزخی عام لوگوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

امام ابن قیم لکھتے ہیں کہ موت حالتِ عدم کا نام نہیں بلکہ انتقالِ مکانی کا نام ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے والے شہید موت کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔(۲)

موت کے بعد حیات کیسے؟

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ أَمْوَاتٌ ط بَلْ أَحْيَاءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ○(۳)

’’اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں اُنہیں مردہ مت کہا کرو، (وہ مُردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (اُن کی زندگی کا) شعور نہیں○‘‘

یہاں ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے والے کو

(۱) ابن قیم، الروح:۲۶

(۲) ابن قیم، الروح:۵۱

(۳) القرآن، البقرہ،۲:۱۵۴

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

مُردہ کہنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟ حالانکہ بادی النظر میں موت، موت ہی ہوتی ہے خواہ بخار یا کسی بیماری سے واقع ہو یا میدانِ جہاد میں گولی اور تلوار سے؟ وجہ یہ ہے کہ شہادت کی موت وہ موت ہے جو ہزاروں لوگوں کو زندہ رہنے کا سلیقہ سکھا گئی ہے، شہید نے خود موت کو گلے لگا کر قوم کو زندہ کر دیا ہے۔ اِس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص دیا سلائی کے ذریعے چراغ جلائے اور پھر چراغ سے چراغ جلاتا چلا جائے۔ اب بظاہر دیکھنے میں دیا سلائی تو جل کر راکھ اور معدوم ہو گئی، لیکن اگر اُس دیا سلائی کے جلنے کے عمل اور نتیجہ کو دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ ماچس کی اُس ایک تیلی نے اپنے وجود کی قربانی دے کر ہزاروں وجود روشن کئے اور ہزاروں بجھے ہوئے چراغوں کو روشنی عطا کی۔ اِسی طرح شہید نے اپنی جان اپنے مولا کی راہ میں قربان کرکے بظاہر تو موت کو گلے لگایا ہے، مگر حقیقت میں قوم کو جینے کا سلیقہ سکھایا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا۔(۱)

’’جو کوئی ایک نیکی لائے گا تو اُس کے لئے (بطورِ اَجر) اُس جیسی دس نیکیاں ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے مقرّر کردہ اِس اُصول کے پیشِ نظر جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اُسے اُس جیسی دس نیکیوں کا اَجر عطا کیا جاتا ہے، اِسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی ایک جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو اُسے اُس جیسی دس جانیں عطا کی جاتی ہیں۔ لہٰذا اگر ایک جان رکھنے والا دنیا کی نظروں میں زندہ ہے تو ایک جان کے بدلے دس جانیں پانے والے کو کس طرح مُردہ کہا جاسکتا ہے؟ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًاؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ ○ فَرِحِيۡنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ وَ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِيۡنَ لَمۡ

---

(۱) القرآن، الانعام، ۶: ۱۶۰

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

يَلْحَقُوا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ○ (۱)

’’اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں اُنہیں ہرگز مُردہ خیال (بھی) نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں، اُنہیں (جنت کی نعمتوں کا) رزق دیا جاتا ہے○ وہ (حیاتِ جاودانی کی) اُن (نعمتوں) پر فرحاں و شاداں رہتے ہیں جو اللہ نے اُنہیں اپنے فضل سے عطا فرما رکھی ہیں اور اپنے اُن پچھلوں سے بھی جو (تاحال) اُن سے نہیں مل سکے (اُنہیں ایمان اور طاعت کی راہ پر دیکھ کر) خوش ہوتے ہیں کہ اُن پر بھی نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے○‘‘

شہید کو یہ عظیم مرتبہ اُس کی بزرگی اور کرامت کے سبب دیا جاتا ہے۔ یہ بزرگی اور کرامت کیا ہے؟ یہ نکتہ سمجھنے کے لئے ہم شہداء، انبیاء اور صلحاء کے اَحوال کا موازنہ کرتے ہیں:

اُصولِ شہادت پر اَولیاء کرام کی حیاتِ جاوداں کیسے؟

اگر یہ تصور کیا جائے کہ شہید کی بزرگی اور کرامت کا یہ اعلیٰ درجہ اُس کی زندگی میں کی گئی سالہا سال کی اِطاعت و بندگی، محبت و معرفت اور رضائے اِلٰہی کی بناء پر ہے تو اولیاء اللہ کی پوری زندگی میں یہ بزرگی اور کرامت بدرجہ اَولیٰ نظر آتی ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ بزرگی و کرامت اُس کی زندگی کی اطاعت و رضائے اِلٰہی کو نہیں بلکہ لمحۂ وفات کو ملی ہے، جس نے اُسے بعد از وفات بھی زندہ رہنے کا درجہ عطا کر دیا۔ پس اگر اُس لمحے کی بزرگی اور کرامت ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اُس لمحے کی بزرگی اور کرامت کیا ہے؟ اس لمحے کی بزرگی اور کرامت فی نفسہٖ ایک عمل کی پیداوار ہے، یعنی یہ کہ تلوار یا گولی چلی اور موت واقع ہوگئی۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی اور کی موت جو گولی یا تلوار سے واقع ہو،

(۱) القرآن، آل عمران،۳: ۱۶۹، ۱۷۰

جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ آئے دن ایک دوسرے سے لڑتے ہوئے فائرنگ سے مر جاتے ہیں؛ یا ذاتی دفاع (self - defence) میں موت واقع ہو جاتی ہے؛ یا چور، ڈاکو اور دہشت گرد ایک دوسرے پر گولی چلاتے ہوئے موت کا نشانہ بن جاتے ہیں، تو کیا یہ موت چور، ڈاکو اور دہشت گرد کو بھی حیات جاوداں عطا کرنے کا سبب بن سکتی ہے؟ اس کا جواب نفی میں ہے کہ ایسی موت چاہے کسی طریقہ سے بھی ہو وہ زندہ رکھنے کا سبب نہیں بنتی، اور یہ ہو نہیں سکتا کہ موت کے یہ اسباب کسی اور میں پائے جائیں تو بعد از مرگ زندہ ہو جائے اور شہید کہلائے۔ لہٰذا اگر گولی یا تلوار سبب نہیں اور قبل از موت کی بزرگی و کرامت بھی سبب نہیں تو پھر سبب کیا ہے؟ سبب صرف یہ ہے کہ موت کا طریقہ تو ایک جیسا ہے مگر شہید نے موت رضائے اِلٰہی میں حاصل کی ہے۔ اُس کی موت کا محرّک (motive) اور بنیادی عنصر بوقتِ شہادت اس کا فیصلہ کن اِرادہ اور نیت تھی کہ اُس نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اُسے موت آ سکتی ہے، عزم و اِرادے سے رضائے اِلٰہی کے لئے موت کو گلے لگایا۔

فی الواقع شہید فقط ایک لمحۂ موت سے گزرا اور رضائے اِلٰہی کے حصول کی خاطر زندگی کی قربانی دینے کے سبب اُسے کمال درجہ اور حیاتِ جاودانی مل گئی، جبکہ اَولیاء اور صلحاء کی ساری زندگی کمال درجہ کی رضائے اِلٰہی میں گزری اور اللہ نے اُن پر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ (اللہ اُن سے راضی ہوگیا اور وہ اُس سے راضی ہوگئے) کی مہر لگائی؛ وہ خواہشاتِ نفس کو ذبح کرتے رہے؛ اپنی ترجیحات، آرام، جسم و جان کے مطالبات اور دیگر خواہشات کو قربان کرتے رہے؛ اُن کی زندگی میں کئی لمحات ایسے بھی آئے جن میں شہوتِ نفس، خواہشِ نفس اور شیطان نے حملہ کر کے دنیاوی و نفسانی لذّات کے لئے معلوم نہیں کیا کیا ترغیب دی ہو گی، لیکن اُنہوں نے رضائے اِلٰہی کی چھری سے اُن عارضی لذّات و ترغیبات کو قربان کر دیا۔ پس اگر شہید رضائے اِلٰہی میں ایک لمحہ کی موت حاصل کرنے کے سبب حیاتِ جاوداں پا گیا، تو جس نے ساری زندگی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضاء کے خنجر میں رکھا اُسے حیاتِ جاوداں کیونکر نہ ملے گی! اُنہی کشتگانِ حق اولیاء کرام

کے لئے کہا گیا ہے:

کشتگانِ خنجر تسلیم را
ھر زماں اَز غیب جَانِ دیگر است

اُصولِ شہادت پر اَنبیاء کرام کی حیاتِ جاوداں کیسے؟

جب اللہ تعالیٰ کے ولی کی شہید پر فضیلت ثابت و متحقق ہوگئی تو نبی کو شہید پر بدرجہ اَولیٰ فضیلت حاصل ہوگی۔ نبی کی شہید پر فضیلت دو وجہ سے ہے:

۱۔ نبی کو شہید پر اِس لئے بھی برتری حاصل ہے کہ شہید نے جو حیاتِ جاودانی پائی اُس کی ترغیب دینے والا ہی نبی اور پیغمبر ہے یعنی اس کی بنیاد ہی اللہ کے انبیاء ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من سنّ فی الإسلام سنة حسنة، فله أجرها و أجر من عمل بها بعده، من غير أن ينقص من أجورهم شئ، و من سنّ فی الإسلام سنة سيئة، كان عليه وزرها و وزر من عمل بها من بعده، من غير أن ينقص من أوزارهم شئ۔(۱)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۷۰۵، کتاب الزکوٰۃ، رقم: ۱۰۱۷
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۰۵۹، کتاب العلم، رقم: ۱۰۱۷
۳۔ نسائی، السنن، ۵: ۵۵، ۵۶، کتاب الزکوٰۃ، رقم: ۲۵۵۴
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲: ۳۹، رقم: ۲۳۳۵
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۵۷، ۳۵۹
۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۸: ۱۰۱، ۱۰۲، رقم: ۳۳۰۸
۷۔ بزار، المسند، ۷: ۳۶۶، رقم: ۲۹۶۳
۸۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۳۵۰، رقم: ۹۸۰۳
۹۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۴: ۱۷۵

’’جو شخص اِسلام میں کسی نیک کام کی اِبتداء کرے اُسے اپنے عمل کا بھی اجر ملے گا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی اجر ملے گا، اور اُن سب عاملین کے اَجر میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگی۔ اِس کے برعکس جس نے اِسلام میں برے عمل کی ابتداء کی اُسے اپنے عمل کا بھی گناہ ہو گا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی گناہ ہوگا، اور اُن عاملین کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔‘‘

اِس حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو شہید وہ عامل ہے جس نے موت کو گلے لگا کر وہ عمل اپنایا جس کا وہ مؤسس اور بانی نہیں۔ اِس عملِ خیر کا بانی وہ ہے جس نے اِس کی طرف رغبت دلائی، دعوت دی، طبیعتوں کو مائل و قائل کیا، اور اس چیز پر لوگوں کا عقیدہ و ایمانِ محکم قائم کیا۔ یہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ہیں جن کے فرمان اور سنت کی وجہ سے لوگوں نے حق بات کو سمجھا اور اس پر عمل کیا۔ لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ شہید جو کہ صرف عامل ہے وہ تو اپنی شہادت کے باعث حیاتِ جاوداں پا جائے اور انبیاء کرام علیہم السلام جو کہ مؤسس و بانی ہیں وہ حیاتِ جاوداں سے محروم رہیں اور اُنہیں حیاتِ ظاہری گزارنے کے بعد مردہ سمجھا جائے؟ یہ تو قرآن وسنت کی نفی ہو گی اور قانونِ قدرت کی بھی نفی۔

۲۔ مزید برآں اَنبیاء کرام علیھم السلام کو اِس لئے بھی برتری حاصل ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ جو فضیلت شہیدوں کو ملی وہ اُس اُمت کے پیغمبر کو نہ ملے جس کا اُمتی وہ شہید بھی ہے۔

شہید کی موت تلوار سے حیات میں بدلتی ہے یا دیدار سے؟

یہاں پھر یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ اگر انبیاء کرام علیھم السلام، اولیاء کرام اور شہداء کی حیات کو بھی محض برزخی حیات سمجھ کر قبول کیا جائے تو پھر اُن کی کفار اور فاسقین کے اوپر فضیلت کیا ہے؟ برزخی حیات تو مرنے والے ہر شخص کو مل جاتی ہے اور اُس سے یکساں نوعیت کے سوال و جواب ہوتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے

ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمانِ اَقدس ہے:

إن العبد إذا وُضع فی قبره، و تولی عنه أصحابه، و إنه ليسمعُ قرع نعالهم۔(۱)

''بندے کو جب اُس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی واپس لوٹتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے۔''

اِس کے بعد فرشتے اُسے اٹھائیں گے، اُس سے سوال و جواب ہوں گے، اور اُس کے اعمال کے مطابق اُسے عذاب یا ثواب دیا جائے گا۔

قبر میں مردے کا اٹھایا جانا، اُس سے سوال و جواب ہونا، اور اُس کا ثواب و

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۴۶۲، ۴۶۳، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۰۸

۲۔ بخاری نے 'الصحیح' (۱: ۴۴۹، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۷۳) میں باب کا نام ہی **المیت یسمع قرع نعالهم** (مردہ جوتوں کی آہٹ سنتا ہے) رکھا ہے۔

۳۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمھا و اہلہا، رقم: ۲۸۷۰

۴۔ ابو داؤد، السنن، ۳: ۲۱۷۰، کتاب الجنائز، رقم: ۳۲۳۱

۵۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۲۵۲، کتاب السنہ، رقم: ۴۷۵۲

۶۔ نسائی، السنن، ۴: ۹۷، کتاب الجنائز، رقم: ۲۰۴۹، ۲۰۵۰

۷۔ احمد بن حنبل نے 'المسند (۳: ۱۷۰، ۴۴۵)' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

۸۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۲۶، ۲۳۳

۹۔ ابن حبان نے 'الصحیح (۷: ۳۸۰، ۳۸۹، ۳۹۰، ۴۲۲، رقم: ۳۱۱۳، ۳۱۱۸)' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے۔

۱۰۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۳۹۰، رقم: ۳۱۲۰

۱۱۔ حاکم نے 'المستدرک (۱: ۳۷۹، ۳۸۰، رقم: ۱۴۰۳، ۱۴۰۴)' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث بیان کی ہیں، جسے ذہبی نے امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔

عذاب کی کیفیات سے دوچار ہونا برزخی زندگی کی علامات ہیں۔ یہ برزخی زندگی ہر کافر و فاسق کو بھی ملتی ہے اور مؤمن و متقی کو بھی۔ اگر انبیاء کرام، شہداء کرام اور اولیاء و صلحاء کرام کے لئے صرف حیاتِ برزخی کو ہی ماننا ہے تو پھر اِن میں اور کفار و فاسقین میں کیا فرق رہا؟ لہٰذا جب دونوں کو ایک ہی نوعیت کی حیاتِ برزخی نصیب ہے تو قرآن مجید کو شہداء کی فضیلت بیان کرنے اور یہ تاکید کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ اُنہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اُن کی محض حیاتِ برزخی کو ماننا اور حیاتِ جسمانی کے دیگر احوال اور زندوں جیسی کیفیات کو نہ ماننا قرآن اور احادیث کے کھلے انکار کے مترادف ہے۔ قرآنِ حکیم کا بطورِ خاص اس کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اُن کی حیاتِ برزخی عام لوگوں کی برزخی زندگی سے مختلف ہے۔ اِسی لئے قرآن کریم نے فرمایا ہے:

بَلْ أَحْيَاءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ○ (۱)

''(وہ مُردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (اُن کی زندگی کا) شعور نہیں○''

یہ وہ زندگی ہے جو انسانی شعور سے بالاتر ہے اور عام انسان اُسے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس زندگی میں حیاتِ جسمانی اور زندوں کے دیگر اَحوال و کیفیات شامل ہیں۔ اِس سے ثابت ہوا کہ شہید آلۂ حرب یعنی تلوار کی موت مرنے کے باعث زندہ نہیں ہوا کیونکہ تلوار کا کام تو مار دینا ہے اور اُس نے شہید کو بھی مار دیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ کسی غیر شہید کو تلوار موت کے بعد زندہ نہیں کرتی جبکہ شہید کو تلوار موت کے بعد زندہ کر رہی ہے؟ اِس کا مفہوم یہ ہے کہ اُسے زندۂ جاوید کرنے میں دخل تلوار کا نہیں بلکہ دیدار کا ہے۔ تلوار نے اُسے مار دیا تھا جبکہ دیدارِ الٰہی نے اُسے زندہ کر دیا اور اُس کی موت کو حیاتِ جاوداں میں بدل دیا، کیونکہ شہید کی روح کو اُٹھا کر دیدارِ الٰہی کروایا جاتا ہے۔

عام آدمی چونکہ تلوار سے مرا اور اسے دیدارِ الٰہی نصیب نہیں ہوا اس لئے اُس کی موت، موت رہی، جبکہ شہید کو تلوار نے مارا، مگر مرتے ہی اُسے دیدارِ الٰہی مل گیا اور اِس

(۱) القرآن، البقرہ، ۲: ۱۵۴

دیدار نے اُس کی موت کو موت دیتے ہوئے حیات میں بدل دیا۔

اِس بحث سے ثابت ہوا کہ دیدارِ الٰہی کا ایک لمحہ شہید کو نصیب ہوتا ہے تو وہ اُس کی موت کو حیات میں بدل دیتا ہے جبکہ انبیاء، اولیاء، کاملین، عارفین، زاہدین کی زندگی کے لاکھوں لمحے اللہ کی اطاعت اور عبادت گزاریوں، گریہ زاریوں اور خشیت و محبت کی کیفیت میں بیتتے ہیں، وہ مصلّی پر رات کے اندھیروں میں قیام و سجود کے عالم میں دیدارِ الٰہی کرتے ہیں، حالتِ تلاوت میں اللہ تعالیٰ سے کلام کرتے ہیں، مناجات کرتے ہوئے اُس سے ہمکلام ہوتے ہیں، سجدہ ریزیوں اور آنسوؤں کی برسات میں اُنہیں دیدارِ الٰہی نصیب ہوتا ہے لیکن اُنہیں یہ دیدار ظاہری اِنسانی آنکھ سے نہیں ہوتا۔ دوسری طرف شہید کو بھی دیدار ظاہری آنکھ سے نہیں ہوتا، وہاں بھی اُس کی روح کو دیدار نصیب ہوتا ہے۔ اولیاء کرام کو بھی وہ لمحات عطا ہوتے ہیں کہ اُن کی روح کو دیدارِ الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ سر کی آنکھ سے دیدار تو صرف حضور نبی اکرم ﷺ کو معراج میں نصیب ہوا۔ لہٰذا جب شہداء اور اولیاء کی دیدار کی کیفیات برابر ہیں تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک لمحۂ دیدار شہید کی موت کو تو حیات میں بدل دے مگر ہزارہا لمحاتِ دیدار کے باوجود اولیاء کرام کی موت محض موت ہی رہے!

امام ابن قیم 'الروح (ص:۵۱)' میں لکھتے ہیں:

> ''اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے حسنِ اُلوہیت کی گواہی دینا یقیناً ایک غیر معمولی عمل ہے، اِسی لئے شہید کو زندہ کہا گیا اور اُسے مُردہ گمان کرنے کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ شہید کو رزق بھی دیا جاتا ہے اور وہ اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ لہٰذا جب شہداء کی برزخی زندگی مسلّمہ ہے تو انبیاء کرام علیھم السلام تو بدرجہ اَولیٰ اس کے حقدار ہیں۔''

انبیاء و رُسل کا مقام شہداء سے افضل ہوتا ہے اور اُن کے توسط سے شہداء کو یہ مقام ملتا ہے۔ چونکہ انبیاء کرام علیھم السلام ہدایتِ آسمانی لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے

مبعوث ہوتے ہیں، اللہ کے مقرب اور منتخب بندے ہوتے ہیں، اِس لئے عالمِ برزخ میں بھی اُنہیں (بدرجہ اَولیٰ) امتیازی خصوصیات سے نوازا گیا ہے اور دنیوی حیات کی طرح اُن کی برزخی حیات بھی مثالی طور پر قابلِ رشک ہوتی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''انبیاء کرام علیھم السلام کی حیات علماءِ اُمت کے درمیان متفق علیہ ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ وہ زندگی شہداء اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کی زندگی سے کامل تر اور قوی تر ہے، کیونکہ اِن کی زندگی عند اللہ معنوی اور اُخروی ہے جبکہ انبیاء کرام علیھم السلام کی زندگی حسی اور دُنیاوی ہے، اس کے متعلق احادیث و آثار واقع ہیں۔''(۱)

حضور نبی اکرم ﷺ سید الانبیاء اور امام الانبیاء ہیں، آپ ﷺ کی حیاتِ برزخی تمام انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ برزخی سے اَرفع و اَعلیٰ ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ برزخی کی جو خصوصیات بیان ہوئی ہیں، آپ ﷺ کو یہ خصوصیات بدرجہ اولیٰ حاصل ہیں۔ اُن کا ذکر ذیل میں اِجمالی طور پر کیا جاتا ہے:

۱۔ قبر میں جسمِ اَطہر کا سلامت رہنا

حضور نبی اکرم ﷺ کا جسم اقدس قبر مبارک میں صحیح و سلامت ہے، اُسے مٹی نہیں کھا سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیھم السلام کے مقدس جسموں کا کھانا حرام فرما دیا ہے:

۱۔ حضرت شدّاد بن اَوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إن من أفضل أيامكم يوم الجمعة، فيه خُلِق آدم، و فيه النفخة، و فيه الصعقة، فأكثروا عليّ من الصلاة فيه، فإن صلاتكم معروضة

(۱) عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوہ، ۲:۵۷۵

علیّ۔

’’بیشک تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا ہے، (کیونکہ) اُس دن آدم (علیہ السلام) کی تخلیق ہوئی اور اُسی دن پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائے گا، لہٰذا اُس (دن) میں تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، بیشک تمہارے درود مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔‘‘

ایک صحابی نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! کیف تُعرض صلاتنا علیک، و قد أرمت؟ یعنی: بلیت۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! (بعد از وصال) ہمارے درود آپ کی خدمت میں کیسے پیش کئے جائیں گے حالانکہ آپ صلی اللہ علیک وسلم کا جسمِ اطہر تو بوسیدہ (یعنی مٹی) ہو چکا ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

إن اللہ حرم علی الأرض أن تاکل أجساد الأنبیاء۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۱۷، ۱۸، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا، رقم:۱۰۸۵

۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۳۰۳، ۳۰۴، کتاب الجنائز، رقم:۱۶۳۶

۳۔ ابوداؤد، السنن، ۱:۳۹۴، ۳۹۵، کتاب الصلاۃ، رقم:۱۰۴۷

۴۔ نسائی، السنن، ۳:۹۱، کتاب الجمعہ، رقم:۱۳۷۴

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۳:۱۹۱، رقم:۹۱۰

۶۔ حاکم، المستدرک، ۱:۲۷۸، رقم:۱۰۲۹

۷۔ حاکم، المستدرک، ۴:۵۶۰، رقم:۸۶۸۱

۸۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴:۸

۹۔ دارمی، السنن، ۱:۴۴۵، رقم:۱۵۷۲

←

’’بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے مبارک جسموں کا کھانا حرام فرما دیا ہے۔‘‘

ابن ماجہ کی بیان کردہ روایت کی اسناد صحیح ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو امام بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے جبکہ ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔ نووی نے اسے صحیح کہا ہے۔

...... ۱۰۔ بزار، المسند، ۸:۴۱۱، رقم: ۳۴۸۵

۱۱۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۳:۱۱۸، رقم: ۱۷۳۳

۱۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲:۲۵۳، رقم: ۸۶۹۷

۱۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱:۲۱۶، رقم: ۵۸۹

۱۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳:۲۴۸، رقم: ۵۷۸۹

۱۵۔ بیہقی، السنن الصغریٰ: ۱:۳۷۱، ۲:۳۷، رقم: ۶۳۴

۱۶۔ ہیثمی، موارد الظمآن: ۱۴۶، رقم: ۵۵۰

۱۷۔ ابن اسحاق ازدی، فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ: ۳۸، ۳۹، رقم: ۲۲

۱۸۔ ابونعیم، دلائل النبوہ: ۴۹۶

۱۹۔ ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ: ۸۲۵، رقم: ۱۵۶۲

۲۰۔ نووی، کتاب الاذکار: ۵۴

۲۱۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۳۵، ۱۳۵

۲۲۔ ابن قیم، جلاء الافہام: ۳۵، رقم: ۵۳

۲۳۔ ابن قیم، الروح: ۶۳

۲۴۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳:۵۱۴

۲۵۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۴:۲۵۷

۲۶۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲:۲۷۹، ۲۸۰

۲۷۔ سیوطی، الرسائل التسع: ۲۳۶

۲۸۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲:۲۶۴

۲۹۔ شوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، ۳:۳۰۴

۲۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أكثروا الصلاة عليّ يوم الجمعة، فإنه مشهود تشهده الملائكة، و إن أحدا لن يصلي عليّ إلا عُرِضت عليّ صلاته حتى يفرغ منها۔

''جمعہ کے روز تم مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھو۔ بیشک وہ یومِ مشہود ہے، ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں، اور جو بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کا درود مجھے پیش کیا جاتا، جب تک وہ پڑھتا رہتا ہے۔''

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''کیا آپ صلی اللہ علیک وسلم کے وصال مبارک کے بعد بھی (ہم یہ عمل جاری رکھیں)؟'' اِس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

و بعد الموت، إن الله حرّم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء، فنبيّ الله حيّ يرزق۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۳۰۴، کتاب الجنائز، رقم: ۱۶۳۷
۲۔ کنانی، مصباح الزجاجہ، ۲:۵۸، ۵۹، رقم: ۶۰۲
۳۔ خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، ۱:۳۹۲، رقم: ۱۳۶۶
۴۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۲:۳۲۸، رقم: ۲۵۸۲
۵۔ مناوی، فیض القدیر، ۲:۸۷
۶۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۳۵، ۳۶
۷۔ اندلسی، تحفۃ المحتاج، ۱:۵۲۶، رقم: ۶۶۳
۸۔ ابن قیم، جلاء الأفہام: ۶۳، رقم: ۱۰۸
۹۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳:۵۱۴
۱۰۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۴:۲۵۸
۱۱۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۱:۶۵
۱۲۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۰:۲۳، رقم: ۲۰۹۰
۱۳۔ فیروز آبادی، الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر ﷺ: ۷۵ ←

’’ہاں، (میری) وفات کے بعد (بھی یہ عمل جاری رکھو، کیونکہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔‘‘

سخاوی کا کہنا ہے کہ اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔

۳۔ اِمام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

إفرشوا لی قطیفتی فی لحدی، فإن الأرض لم تسلط علی أجساد الأنبیاء۔(۱)

’’میرے لئے میری لحد میں چادر بچھا دینا، بیشک زمین انبیاء کے اجسام پر اثرانداز نہیں ہوسکتی۔‘‘

۴۔ امام حسن رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا تأکل الأرض جسد من کلمه روح القدس۔(۲)

’’جس سے روح القدس (جبرائیل علیہ السلام) نے کلام فرمایا ہو، زمین اُس کا جسم

.... ۱۴۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ: ۱۵۸

۱۵۔ شوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، ۳: ۳۰۴، ۳۰۵

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۲۹۹

۲۔ ہندی، کنز العمال، ۱۵: ۵۷۷، رقم: ۴۲۲۴۵

۳۔ سیوطی، شرح علی سنن النسائی، ۴: ۸۴

۴۔ سیوطی، الخصائص الکبری، ۲: ۲۷۸

۵۔ سندی، حاشیہ علی سنن النسائی، ۴: ۸۲، ۸۴

(۲) ۱۔ ابن اسحاق ازدی، فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ: ۳۹، رقم: ۲۳

۲۔ ابن قیم، جلاء الأفہام: ۴۱، رقم: ۵۹

۳۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳: ۵۱۴

۴۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ: ۱۶۹

نہیں کھائے گی۔‘‘

۵۔ اِمام حسن رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

من کلمه روح القدس، لم يؤذن للأرض أن تاکل من لحمه۔(۱)

’’جس سے رُوح القدس نے کلام کیا، زمین کو اس کا گوشت کھانے کی اِجازت نہیں دی گئی۔‘‘

۶۔ ابوالعالیہ کہتے ہیں:

إنّ لحوم الأنبياء لا تبليها الأرض و لا تأکلها السباع۔(۲)

’’بیشک انبیاء علیہم السلام کے گوشت کو زمین بوسیدہ کر سکتی ہے نہ درندے کھا سکتے ہیں۔‘‘

۷۔ ابن جوزی ’مولد العروس (ص: ۲۱)‘ میں لکھتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

أنا فی قبری حیّ طرِیّ۔

’’میں اپنی قبر میں زندہ (و) تازہ ہوں (یعنی بوسیدہ نہیں ہوا)۔‘‘

ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کے اَجسام کو اُن کی قبروں میں محفوظ رکھتا ہے اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بلند مقام و مرتبہ کی وجہ سے

---

(۱) ۱۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۰:۳۰۶
۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲:۲۸۰
۳۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۱:۸۷

(۲) سیوطی نے ’الخصائص الکبریٰ (۲:۲۸۰)‘ میں لکھا ہے کہ یہ قول ابن بکار نے ’اخبار المدینۃ‘ میں نقل کیا ہے۔

ہے۔

۲۔ قبرِ مبارک میں رِزق کی فراہمی

قرآن حکیم کے مطابق شہداء زندہ ہوتے ہیں اور اُنہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔ جب شہداء کے لئے یہ اَمر نصِ قطعی سے ثابت ہے تو انبیاء کرام علیھم السلام کے لئے بدرجہ اولیٰ دو طریقوں سے ثابت ہو گا:

۱۔ شہید کو یہ عظیم مرتبہ اس کی بزرگی و کرامت کی وجہ سے دیا جاتا ہے اور انبیاء کرام علیھم السلام کا مرتبہ و مقام بالاتفاق سب سے بلند و برتر اور اعلیٰ ہے کہ ان کے مقام و مرتبہ سے اعلیٰ کسی کا بھی مقام و مرتبہ نہیں، لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ جو مرتبۂ کمال شہداء کو حاصل ہو انبیاء کرام علیھم السلام کی اس تک رسائی نہ ہو۔ یقیناً وہ کمال جو قربِ الٰہی اور نعمتوں کی فراوانی کا موجب ہو، انبیاء کرام علیھم السلام کو خصوصیت سے حاصل ہو گا۔

۲۔ شہداء کو یہ مقام اللہ کی راہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے سبب ملتا ہے اور یہ تعلیم تمام انبیاء نے بالعموم اور حضور ﷺ نے بالخصوص ہمیں دی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کو جو انعاماتِ الٰہیہ عطا کئے گئے یا کئے جائیں گے وہ بدرجہ اَولیٰ ثابت ہیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

إن اللہ تعالٰی حرّم علی الأرض أن تأکل أجساد الأنبیاء، فنبیّ اللہ حیٌّ یُرزق۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۳۰۴، کتاب الجنائز، رقم: ۱۶۳۷
۲۔ کنانی، مصباح الزجاجہ، ۲:۵۸، ۵۹، رقم: ۶۰۲
۳۔ خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، ۱:۳۹۲، رقم: ۱۳۶۶
۴۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۲:۳۲۸، رقم: ۲۵۸۲
۵۔ مناوی، فیض القدیر، ۲:۸۷
۶۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۳۵، ۳۶

←

’’بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے، پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اُسے رزق دیا جاتا ہے۔‘‘

سخاوی کا کہنا ہے کہ اِس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔

اِس حدیث مبارکہ میں انبیاء کرام علیھم السلام کے اجسام محفوظ رہنے کی جو ضمانت فراہم کی گئی ہے اُس سے درج ذیل نکات اخذ ہوتے ہیں:

۱۔ مٹی کے جسدِ اَقدس پر اثر انداز نہ ہونے کا مطلب ہے کہ جسم اپنے تمام متعلقات اور لوازمات مثلاً حیات، قدرت، ارادہ، علم، بصارت، سماعت وغیرہ کے ساتھ محفوظ و مامون رہتا ہے۔

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا وجودِ اَقدس مہبطِ وحی ہونے کے سبب فیضان کا سرچشمہ تھا تو آپ ﷺ کا جسم مبارک محفوظ ہونے کی صورت میں وہ سرچشمۂ فیضان اب بھی جاری ہے۔

۳۔ جس طرح آپ ﷺ کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں آپ ﷺ کا فیض وسیع اور عام تھا اور اُس کی کوئی حد نہیں تھی، اِسی طرح آپ ﷺ کی حیاتِ برزخی میں بھی اُس کی حد بندی نہیں کی جا سکتی کیونکہ آپ ﷺ کا جسدِ اَقدس محفوظ ہے اور وہ فیض اُسی

......۷۔ اندلسی، تحفۃ المحتاج، ۱: ۵۲۶، رقم: ۶۶۳

۸۔ ابن قیم، جلاء الأفہام: ۶۳، رقم: ۱۰۸

۹۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳: ۵۱۴

۱۰۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۴: ۲۵۸

۱۱۔ مقریزی، إمتاع الاسماع، ۱۱: ۶۵

۱۲۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۰: ۲۳، رقم: ۲۰۹۰

۱۳۔ فیروز آبادی، الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر: ۷۵

۱۴۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع: ۱۵۸

۱۵۔ شوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، ۳: ۳۰۴، ۳۰۵

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

طرح جاری و ساری رہے گا۔

یہ ایسا مسلّمہ اور متفقہ کلیہ ہے کہ ائمہ فقہ نے بھی نے اپنی کتب کے متون اور شروحات میں اس کی تصریح کی ہے:

۱۔ امام شرنبلالی 'نور الایضاح' میں 'فصل فی زیارۃ النبی ﷺ' میں لکھتے ہیں:

و مما هو مقرّرٌ عند المحققين أنهﷺ حيٌّ يُرزق مُمَتَّعٌ بجميع المَلاذِّ و العباداتِ غير أنه حُجِبَ عن أبصارِ القاصرينَ عن شريفِ المقاماتِ۔

''اور محققین کے نزدیک یہ طے شدہ اَمر ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ زندہ ہیں، آپ ﷺ کو (آپ ﷺ کی شان کے لائق) جملہ (روحانی) حلاوتوں اور عبادات کا رزق دیا جاتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے اُن لوگوں کی نگاہوں سے آپ ﷺ اوجھل ہیں جو مقاماتِ عالیہ سے قاصر ہیں۔''

۲۔ امام طحطاوی 'مراقی الفلاح شرح نور الایضاح (ص: ۴۰۵)' میں اس کی تائید میں لکھتے ہیں کہ مُمَتَّع سے مراد ہے کہ آپ ﷺ اُن حلاوتوں وعبادات سے اپنی شان کے لائق نفع اُٹھاتے ہیں۔

اس سے مراد ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام برزخ اور آخرت کی شان کی لائق کھاتے پیتے ہیں، جیسے جنت میں جنت اور آخرت کی شان کے لائق کھائیں پیئیں گے۔ لہٰذا اِسے ہمیں اپنی زندگی کے روز مرہ کے روٹی، سالن اور پھلوں پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔

۳۔ قبرِ اَنور میں نماز کی ادائیگی

انبیاء کرام علیہم السلام کی حیاتِ برزخی کے خصائص میں سے ہے کہ وہ اپنی قبروں میں واقعتہً نماز ادا فرماتے ہیں، یہ کوئی خیالی یا مثالی نہیں بلکہ حقیقی اور اصلی نماز ہے، جیسا کہ ہم نے اوپر شرنبلالی کی 'نور الایضاح' اور طحطاوی کی 'مراقی الفلاح شرح نور الایضاح (ص: ۴۰۵)'

کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کو جملہ لذائذ و عبادات کا رزق دیا جاتا ہے۔ اِس موضوع پر متعدد احادیث شاہد ہیں:

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون۔(۱)

''انبیاء کرام (علیھم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں (اور) وہ نماز ادا فرماتے ہیں۔''

ہیثمی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ابو یعلیٰ اور بزار نے روایت کی ہے اور ابو یعلیٰ کی روایت کردہ حدیث کے رِجال ثقہ ہیں۔

(۱) ۱۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۶: ۱۴۷، رقم: ۳۴۲۵
۲۔ بیہقی، حیات الانبیاء: ۳
۳۔ مناوی، فیض القدیر، ۳: ۱۸۴
۴۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۴۶۷
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۱۱
۶۔ عسقلانی، المطالب العالیہ، ۳: ۲۶۹، رقم: ۳۴۵۲
۷۔ عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۴۸۷
۸۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۲: ۱۷۵
۹۔ زرقانی، شرح الموطا، ۴: ۳۵۷
۱۰۔ ابو نعیم، اخبار اصبہان، ۲: ۴۸
۱۱۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۱۳۴
۱۲۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۰: ۳۰۰، ۳۰۱
۱۳۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۴: ۵۸۷
۱۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۲۸۱
۱۵۔ سیوطی، الرسائل التسع: ۲۳۶
۱۶۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲: ۲۶۴

۲۔ ابو نعیم 'حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء' میں یوسف بن عطیہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا:

سمعت ثابتا البنانی یقول لحمید الطویل: ھل بلغک أن أحداً یصلی فی قبرہ إلا الأنبیاء؟ قال: لا۔(۱)

''میں نے ثابت بنانی کو حمید طویل سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ کیا تمہیں کوئی ایسی حدیث پہنچی ہے کہ انبیاء کرام علیھم السلام کے سوا (بھی) کوئی اپنی قبر میں نماز پڑھتا ہو؟ اُس نے جواب دیا: نہیں۔''

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے سفرِ معراج بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مررتُ علٰی موسیٰ و ھو یُصلّی فی قبرہ۔(۲)

''میں موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا تو آپ اپنی قبر میں نماز ادا فرما رہے تھے۔''

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی سے ایک دوسری سند سے مروی حدیث میں ہے

---

(۱) ۱۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲: ۲۶۴
۲۔ سیوطی، الرسائل التسع: ۲۳۶

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۴۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۷۵
۲۔ نسائی، السنن، ۳: ۱۵۱، کتاب قیام اللیل وتطوع النھار، رقم: ۱۶۳۷
۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۱: ۴۱۹، رقم: ۱۳۲۹
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۲۰
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱: ۲۴۱، رقم: ۴۹
۶۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۷: ۱۲۷، رقم: ۴۰۸۵
۷۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۵۱۹
۸۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۰: ۳۰۴

کہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

مررتُ علٰی موسیٰ لیلة أسری بی عند الکثیب الأحمر، و هو قائم یصلّی فی قبره۔(۱)

’’میں معراج کی رات سرخ وادی کے مقام پر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا تو (میں نے دیکھا کہ) وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔‘‘

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مقام پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

قد رأیتنی فی جماعة من الأنبیاء، فإذا موسیٰ قائم یصلی، فإذا رجل ضرب جعد کأنه من رجال شنوءة، و إذا عیسی ابن مریم قائم یصلی، أقرب الناس به شبها عروة بن مسعود الثقفی، و إذا إبراهیم قائم یصلی، أشبه الناس به صاحبکم (یعنی نفسه)، فحانت الصلوٰة فأممتهم۔(۲)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۴۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۷۵
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۴۸
۳۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۵۱۹
۴۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۲: ۳۸۷
۵۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۱۳۷
۶۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۸: ۲۵۰
۷۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۰: ۳۰۴
۸۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲: ۲۶۴
۹۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ: ۱۶۸

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۵۷، کتاب الایمان، رقم: ۱۷۲
۲۔ خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، ۳: ۲۸۷، کتاب الفضائل، رقم: ۵۸۶۶ ←

’’تحقیق میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت میں دیکھا تو موسیٰ (علیہ السلام) کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، وہ شنوءہ قبیلے (کے لوگوں) کی طرح درمیانے قد کے اور گھنگریالے بالوں والے تھے۔ اور عیسی (علیہ السلام) کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، ان سے قریباً ہم شکل عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) بھی کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، سب سے زیادہ اُن کے ہم شکل تمہارے صاحب (یعنی میں) ہوں، پس نماز کھڑی ہوگئی اور میں نے اُن کی اِمامت کروائی۔‘‘

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

مررتُ لیلة أسری بی علی موسیٰ بن عمران، رجل آدم طوال جعد، کأنه من رجال شنوئة، و رأیت عیسی ابن مریم مربوع الخلق، إلی الحمرة و البیاض، سبط الرأس۔(۱)

’’میں معراج کی رات لمبے گھنگریالے بالوں والے موسیٰ بن عمران (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا گویا کہ وہ شنوءہ قبیلے میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کو دیکھا جو میانہ قد تھے، ان کی سفید رنگت مائل بہ سرخی تھی (اور) زلفیں لمبی تھیں۔‘‘

...... ۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۲: ۳۸۷

۴۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۱۳۵، ۱۳۸

۵۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۸: ۲۴۹

۶۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲: ۲۶۵

۷۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاة علی الحبیب الشفیع ﷺ: ۱۶۸

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۵۱، ۱۵۲، کتاب الایمان، رقم: ۱۶۵

۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۲: ۳۸۶

۳۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۱۳۷، ۱۳۸

۴۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۸: ۲۴۶، ۲۴۷

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اِس حدیث کی وضاحت آپ ﷺ کے اِس فرمان سے بخوبی ہو جاتی ہے:

كأني أنظر إلى موسىٰ هابطا من الثنية و له جؤار إلى الله تعالىٰ بالتلبية۔(۱)

''گویا کہ موسیٰ (علیہ السلام) کو میں گھاٹی سے اُترتا ہوا دیکھ رہا ہوں اور وہ مکمل اِنہماک سے تلبیہ الٰہی کہہ رہے ہیں۔''

مذکورہ بالا ارشاداتِ نبوی ﷺ اِس اَمر پر دلالت کرتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نہ صرف زندہ ہیں بلکہ احکاماتِ الٰہی پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ جب انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے یہ بات ثابت ہے تو خود حضور ﷺ کے لئے بدرجہ اَولیٰ متحقق ہے۔ علماء و محدّثین کے اَقوال میں بھی یہ صراحت موجود ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں عبادت سے لُطف اندوز ہوتے ہیں اور زندوں جیسے اعمال بجالاتے ہیں۔

علماء و محدّثین کے اَقوال سے تائید

ذیل میں ہم اس موضوع پر چند علماء و محققین کے اَقوال درج کرتے ہیں:

۱۔ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

انه لم يقل أحد أن قبورهم خالية عن أجسادهم، و أرواحهم غير متعلقة بأجسامهم، لئلا يسمعوا سلام من يسلم عليهم، و كذا ورد أن الأنبياء يلبون و يحجون، فنبينا ﷺ أولى بهذه الكرامات۔(۲)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۵۲، کتاب الایمان، رقم: ۱۶۶

۲۔ نووی، تہذیب الاسماء واللغات، ۲: ۴۲۰

(۲) ملا علی قاری، جمع الوسائل فی شرح الشمائل، ۲: ۳۰۰

’’بیشک کسی نے یہ نہیں کہا کہ اُن کی قبریں اُن کے جسموں سے خالی ہیں اور اُن کی اَرواح کا اُن کے اجسام سے کوئی تعلق نہیں اور جو کوئی اُن پر سلام پیش کرتا ہے وہ اسے نہیں سُنتے۔ تو ایسا ہی انبیاء کے بارے میں آیا ہے کہ بیشک انبیاء کرام علیہم السلام تلبیہ کہتے ہیں اور حج کرتے ہیں، اور ہمارے نبی ﷺ کے لئے تو یہ کرامات بدرجہ اَولیٰ ثابت ہیں۔‘‘

۲۔ امام قسطلانیؒ لکھتے ہیں:

’’اور بیشک یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام حج کرتے ہیں اور تلبیہ کہتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ مُردہ ہیں اور اُخروی گھر میں ہیں جو کہ دارالعمل نہیں (بلکہ دار الجزاء) ہے، تو جواب یہ ہے کہ اُن کا حال شہداء کی طرح بلکہ ان سے بھی افضل ہے۔ شہداء اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور اُنہیں (اُن کی شان کے لائق) رزق دیا جاتا ہے، تو اگر انبیاء کرام علیہم السلام حج کریں اور نماز پڑھیں تو کیا بعید ہے!‘‘ (۱)

۳۔ امام زرقانیؒ رقم طراز ہیں:

’’انبیاء کرام علیہم السلام، شہداء اور علماء (کے اجسام زمین میں) بوسیدہ نہیں ہوتے۔ انبیاء اور شہداء اپنی قبروں میں (اپنی شان کے لائق) کھاتے (پیتے) ہیں، نماز قائم کرتے، روزے رکھتے اور حج ادا کرتے ہیں۔‘‘ (۲)

۴۔ علامہ انور شاہ کاشمیری لکھتے ہیں:

و اعلم أنه قد تكلمنا مرة فى معنى حياة الشهداء و الأنبياء عليهم السلام، و حاصله أن الحياة بمعنى أفعال الحياة، و إلا فالأرواح

(۱) ۱۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۶۹۵

۲۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۷: ۳۶۵، ۳۶۶

(۲) زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۷: ۳۶۹

كلها أحياء، و لو كانت أرواح الكفار۔(۱)

’’جان لو! ہم پہلے حیاتِ انبیاء اور حیاتِ شہدا کے متعلق بحث کر چکے ہیں، جس کا ماحصل یہ ہے کہ اُن کے زندہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ زندوں جیسے اَفعال بجا لاتے ہیں، اور رہ گئیں اَرواح وہ تو تمام کی تمام (برزخ میں) زندہ ہیں اگرچہ وہ اَرواح کفار ہی کی کیوں نہ ہوں۔‘‘

۵۔ احادیث کی مشہور کتب میں واقعۂ معراج کا ذکر ہے اور اس کے متعلق بڑی تفصیل کے ساتھ روایات مروی ہیں۔ لہٰذا ہم یہاں امام تقی الدین سبکی اور امام سخاوی کے حوالے سے ان روایات کے خلاصہ اور اِستدلال کا ذکر کر رہے ہیں:

و فی حديث أبی ذر و مالک بن صعصعة فی قصة المعراج: أنه لقيهم فی جماعة من الأنبياء بالسمٰوات فكلّمهم و كلموه و كل ذٰلک صحيح، لا يخالف بعضه بعضا فقد يرىٰ موسى عليه السلام قائم يصلی فی قبره، ثم يسری بموسى و غيره إلى بيت المقدس، كما أسری نبينا فيراهم فيه، ثم يعرج بهم إلى السمٰوات كما عرج نبينا، فيراهم فيها كما أخبر، قال: و حلولهم فی أوقات مختلفة لمواضع مختلفة جائز فی العقل كما ورد به خبر الصادق و فی كل ذٰلک دلالة على حياتهم۔(۲)

’’ابوذر اور مالک بن صعصعہ کی روایت کردہ واقعۂ معراج والی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ آسمانوں پر انبیاء کی جماعت سے ملے اور آپ ﷺ نے اُن سے کلام کیا اور اُنہوں نے آپ ﷺ سے کلام کیا اور یہ سب کچھ دُرست

---

(۱) علامہ انور شاہ کشمیری، فیض الباری علی صحیح البخاری ۲: ۴۲۵

(۲) ۱۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ: ۱۶۸
۲۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۱۳۵

ہے۔ اس کے بعض حصے دوسرے بعض حصوں سے متعارض و مخالف نہیں۔ تحقیق حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، پھر موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی، جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کو سیر کرائی گئی۔ پس آپ ﷺ نے اُن انبیاء کرام کو بیت المقدس میں دیکھا اور پھر اُن (انبیاء کرام) کو آسمانوں پر لے جایا گیا، جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کو لے جایا گیا۔ پس آپ ﷺ نے آسمانوں پر بھی اُنہیں دیکھا، جیسا کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے۔ فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر موجود ہونا عقل جائز گردانتی ہے جیسا کہ نبی ٔ صادق حضور ﷺ نے حدیث میں بیان فرمایا اور یہ تمام چیزیں انبیاء کی حیات پر دلالت کرتی ہیں۔‘‘

ملا علی قاریؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اور ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کا انبیاء کو بیت المقدس میں نماز پڑھانا عروج سے پہلے تھا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات پہلے گزر چکی کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے زمین کے لئے ان کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہے، پھر ان کے اجسام بھی روحوں کی طرح لطیف ہیں، لہٰذا اس میں کوئی مانع نہیں ہے کہ ان کے اَجسام عالمِ دُنیا اور عالمِ ملکوت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کامل طور پر ظاہر ہوں جیسا کہ معراج کی رات انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنی روح و جسم سمیت تشریف لانا اس بات کی تائید کرتا ہے۔ اس کی دلیل فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ (میں نے) موسیٰ (علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ) کھڑے نماز ادا فرما رہے تھے۔ نماز کی حقیقت (یہ ہے کہ اِس میں) مختلف اعمال کا بجا لانا جسموں کا کام ہے نہ کہ روحوں کا۔‘‘(۱)

---

(۱) ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، ۱۱:۱۵۷

ان تمام تصریحات سے یہ ثابت ہوگیا کہ انبیاء کرام علیھم السلام نہ صرف اپنی قبور میں زندہ ہیں بلکہ جمیع عبادات اَز قبیلِ نماز، روزہ اور حج وغیرہ کی ادائیگی سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں اور اپنے مولٰی کی یاد میں ہمہ وقت مستغرق رہتے ہیں۔

ایک اِشکال اور اُس کا جواب

یہاں اِشکال پیدا ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد تو عبادات ساقط ہو جاتی ہیں پھر اُن کی ادائیگی کیسے ہوتی ہے؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیھم السلام یہ عبادات بطور فرض یا واجب کے ادا نہیں کرتے، بلکہ یہ عبادات و اِطاعات اُن کی روحانی غذائیں ہیں، ان سے اُنہیں اَنوار و تجلیات ملتی ہیں، قربتِ اِلٰہی میں مزید اِضافہ ہوتا ہے، اور اُن کی روحیں اور زیادہ منوّر اور روشن تر اور قربِ اِلٰہی سے اور زیادہ متمتع ہوتی ہیں۔

انبیاء کرام علیھم السلام اَجسادِ مثالی کے ساتھ حج ادا کرتے ہیں، جبکہ اُن کے اَجسادِ حقیقی اُن کی قبروں میں ہی محفوظ رہتے ہیں۔ اَجسادِ مثالی کو عربی اِصطلاح میں 'اَرواحِ متمثّلہ' بھی کہتے ہیں کہ اُن کی روحیں متمثّل ہو کر جسمِ مثالی کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام تک جاتی ہیں۔ اُن کے حقیقی اَجساد کبھی بھی قبروں سے غائب نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ اپنی قبروں میں محفوظ رہتے ہیں۔ یہی حضور ﷺ کی قبرِ انور کی کیفیت اور آپ ﷺ کی برزخی حیاتِ مبارکہ کی شانِ اَقدس ہے۔ آپ ﷺ مثالی طور پر جہاں بھی تشریف لے جائیں، اولیاء و صلحاء کرام اگر کھلی آنکھ سے بھی آپ ﷺ کی زیارت کر رہے ہوں خواہ ایسا ستر مقامات پر ایک ہی وقت میں کیوں نہ ہو، اِس کا مطلب یہ نہیں کہ قبرِ انور آپ ﷺ کے جسمِ اقدس سے خالی ہوگئی۔ یہ سب آپ ﷺ کے جسدِ مثالی اور روحِ متمثّلہ کی کرامات ہیں جبکہ جسمِ حقیقی ہمیشہ اپنی پوری شان اور آن کے ساتھ قبرِ انور کے اندر محوِ استراحت رہتا ہے۔

چونکہ یہ سارا کمال روح کا ہوتا ہے اور روح عالمِ اَمر سے ہے، عالمِ خلق سے

نہیں، اس لئے وہ جہاں بھی متمثل ہو کر جائیں اُن کا اصل کے ساتھ تعلق برقرار رہتا ہے، کیونکہ ایک جگہ موجود ہو کر دوسری جگہ نہ پایا جانا مادہ کی خصوصیت ہے (اور جسم کی حقیقت مادہ کی ہے)، مگر روح چونکہ غیر مادی ہے بلکہ نور ہے اور عالمِ اَمر کی ایک بڑی اعلیٰ حقیقت ہے، اس لئے جو کمال روح کے تمثل سے وجود میں آرہا ہے اس کے باعث وہ ہر جگہ ہمہ وقت موجود رہتی ہے۔ یہ نکتہ ہم مثالوں سے واضح کرتے ہیں:

۱۔ آواز کی رفتار بہت کم ہے یعنی وہ ہوا میں تین سو چالیس میٹر فی سیکنڈ (340 m/s)، پانی میں بارہ سو تیس میٹر فی سیکنڈ (1,230 m/s) اور ٹھوس اشیاء پر تین ہزار دو سو چالیس میٹر فی سیکنڈ (3,240 m/s) کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔ اس کے باوُجود ایک شخص اپنے منہ سے آواز نکالتا ہے تو وہ ایک آدمی کے کان میں نہیں پہنچتی، بلکہ بیک وقت اُسے ہزاروں آدمی سن رہے ہوتے ہیں اور یہ آواز ایک ہی وقت میں دس لاکھ یا زائد اِنسانوں کے کانوں تک بھی پہنچ سکتی ہے کیونکہ وہ توانائی (energy) ہے۔ قرب و بعد، اور ایک جگہ ہونے اور دوسری جگہ نہ ہونے کے تعینات مادہ (matter) کے لئے ہیں، توانائی پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

۲۔ اس سے اعلیٰ اور قوی تر توانائی ہو تو اس کی قوت اور تاثیر اس سے بڑھ جاتی ہے، جیسے روشنی یعنی وہ 299,792 کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔ بجلی کا بٹن دبانے سے جہاں تک روشنی کی قوت جاتی ہے وہ بیک وقت ان ساری جگہوں کو روشن کر دیتی ہے اور یہ عمل مرحلہ وار (gradualprocess) نہیں ہوتا کہ روشنی نزدیکی مقامات سے دور کے مقامات تک تدریجی طور پر سفر کرتی ہوئی آگے منتقل ہو۔ توانائی کا ذریعہ یعنی بلب/ ٹیوب لائٹ وغیرہ خواہ ایک ہی جگہ ہو مگر روشنی کی قوت سے تمام مقامات بیک وقت روشن ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روشنی مادہ (matter) نہیں توانائی (energy) ہے، اس لئے اُس کی صلاحیت اور قوت اور بڑھ جاتی ہے۔

۳۔ اِسی طرح برقی مقناطیسی لہریں (electro-magnetic waves) ہیں جو ہر جگہ آر پار گزر جاتی ہیں۔ اِن لہروں نے قرب و بعد کے فرق کا خاتمہ کر دیا ہے، جس کا

نظارہ ہم اپنی ٹی وی اسکرین پر BBC، CNN، PTV وغیرہ چینلز کے پروگراموں کی شکل میں کرتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں پوری دنیا میں کسی بھی جگہ ٹی وی کا بٹن آن کر کے ان چینلز کی نشریات دیکھی جا سکتی ہیں، حالانکہ ٹی وی اسٹیشن ایک جگہ واقع ہوتا ہے۔

اُوپر دی گئی تینوں مثالوں میں تمام توانائی کی دو صورتیں ہیں: ایک جو مادہ سے convert ہو کر وجود پذیر ہوئی ہیں، وہ اصلاً توانائی نہیں بلکہ عالم خلق کی توانائیاں ہیں۔ دوسری ممکنہ صورت یہ ہے کہ وہ پہلے توانائی تھیں، پھر مادہ بنیں اور پھر دوبارہ توانائی میں تبدیل ہو گئیں، جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی روحِ اَنور ہو یا انبیاء و اولیاء کرام کی اَرواحِ مقدسہ ہوں، وہ اَوّل تا آخر توانائی ہی رہی ہیں، اور کبھی مادہ میں convert نہیں ہوئیں اور نہ مادہ سے آگے اُن کی ہیئت convert ہوئی کیونکہ conversion کے اِس پراسس سے تو قوت کم ہونا ناگزیر ہے۔ وہ اوّل تا آخر توانائی اور نور ہی نور ہیں۔

یہاں غور طلب نکتہ یہ ہے کہ توانائی سے مادہ میں اور پھر مادہ سے توانائی میں تبدیل یعنی convert ہونے والی توانائی یعنی عالم خلق کی توانائی کا یہ عالم ہے کہ اس کی منتقلی کے لئے دور و نزدیک کی کوئی قید نہیں، جبکہ رُوح تو عالم اَمر کی توانائی ہے۔ لہٰذا اُس کی توانائی جو اَصلاً convert بھی نہ ہوئی اور ہے بھی عالم اَمر کی تو اُس کا ہر جگہ موجود ہونا (omnipresenc e) اور عالم چارسو کو روشن کرنے کی کیفیت کا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے!

۴۔ روضۂ اقدس سے اَذان و اِقامت کی صدا

واقعۂ کربلا کے بعد جب یزید کو یہ خبر ملی کہ اہلِ مدینہ نے اس کی بیعت کو اعلانیہ فسخ کر دیا ہے تو اس نے اُنہیں اپنی بیعت پر مجبور کرنے کے لئے مسلم بن عقبہ کی قیادت میں شامیوں کا ایک بڑا لشکر مدینہ منورہ بھیجا، جس نے حضور خاتم النبیین ﷺ کے حرمِ پاک کی حرمت کو تین دن کے لئے پامال کئے رکھا اور اپنے لشکر کو اس حرم پاک میں ہر قسم کے ظلم، بدکاری، قتل و غارت گری اور ڈاکہ زنی و لوٹ مار کی اجازت دے دی۔ لہٰذا قتل و

غارت گری اور بدکاری کا بازار گرم ہوا، مسجدِ نبوی شامی لشکر کے ظلم و تعدّی کا ہدف بنی، اذان و اِقامت معطل کر دی گئی، روض الجنہ میں گھوڑے، خچر اور اُونٹ باندھے گئے اور اس کی حرمت پامال ہوئی حتیٰ کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضۂ انور کی بے حرمتی کی ناپاک جسارت بھی کی گئی۔ یوں ذلت و رسوائی شامی لشکر کا مقدر بن گئی۔(۱)

حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نابینا ہو چکے تھے اور وہ مدینہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے کہ سپاہیوں نے انہیں پہچان لیا اور ان کی ڈاڑھی پکڑ کر منہ پر طمانچے مارے۔ لوگ اپنی عزت و آبرو اور جان ومال بچانے کے لئے اپنے گھروں میں چھپے ہوئے تھے، اس وقت میں (سعید بن مسیّب) مسجدِ نبوی میں چھپا ہوا

---

(۱) تاریخِ اسلام کے اِس گھناؤنے اور دِل ہلا دینے والے فعل کو واقعۂ حُرّہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، جس کے مختلف پہلو مندرجہ ذیل کتب میں بالتفصیل مذکور ہیں:

۱۔ حاکم، المستدرک، ۳:۵۵۰، رقم: ۶۳۳۸

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۶: ۳۴، رقم: ۵۴۳۲

۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۷: ۲۴۹۔۲۵۳

۴۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۳:۷۰، ۷۱

۵۔ یعقوبی، التاریخ، ۲: ۲۵۰، ۲۵۱

۶۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۳: ۳۵۲۔ ۳۵۹

۷۔ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ۴: ۱۱۱۔۱۲۱

۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۵: ۷۲۹۔۷۳۶

۹۔ ابن قتیبہ دینوری، الامامہ والسیاسیہ، ۱: ۲۲۸

۱۰۔ ابن الوردی، تاریخ، ۱: ۱۶۵

۱۱۔ یاقوت بغدادی، معجم البلدان، ۲: ۲۴۹

۱۲۔ سمہودی، وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی، ۱: ۱۲۵۔ ۱۳۵

۱۳۔ ابن حجر ہیثمی، الصواعق المحرقہ: ۲۲۲

۱۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جذب القلوب الی دیار المحبوب: ۳۶۔۴۲

تھا۔ باہر نکلنے کا موقع نہ مل سکا تو حضور نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کے قریب منبر (جس پر آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے) کے نیچے چھپ گیا جہاں تین دن اور تین راتیں رہا۔ اس دوران یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ کیا وقت ہے اور کون سی نماز کا وقت ہے؟ اس لئے اندر بیٹھ کر ہی نماز ادا کرتا رہا۔

اُس دور کی اِس ہنگامی اور شورش گزیدہ صورتحال کو حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ یوں بیان کرتے ہیں:

وَ ما يأتي وقت صلوٰة إلا سمعتُ الأذان من القبر۔(۱)

’’اور کسی نماز کا وقت بھی ایسا نہیں آیا کہ میں نے (حضور نبی اکرم ﷺ کی) قبرِ انور سے اذان کی آواز نہ سنی ہو۔‘‘

یہی روایت ذرا مختلف الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے، مثلاً:

فكنتُ إذا حانت الصلوٰة أسمع أذاناً يخرج من قِبَل القبرِ الشريفِ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ ابونعیم، دلائل النبوه: ۴۹۶

۲۔ مقریزی، إمتاع الاسماع، ۱۴: ۶۱۵

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۲۸۰

۴۔ سیوطی، الرسائل التسع، ۲۳۸

۵۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲: ۲۶۶

۶۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۷: ۳۶۵

۷۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، جذب القلوب الی دیار المحبوب: ۲۴

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۵: ۱۳۲

۲۔ سیوطی، الرسائل التسع: ۲۳۹

۳۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲: ۲۶۶

۴۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۷: ۳۶۵

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

’’جب نماز کا وقت آتا تو میں آپ ﷺ کی قبر شریف میں سے اذان کی آواز سنتا تھا۔‘‘

زبیر بن بکار نے یہ روایت اِن الفاظ کے ساتھ بیان کی ہے:

لم أزل أسمع الأذان و الإقامة مِن قبرِ رسول الله ﷺ أيام الحرة حتی عاد الناس۔(۱)

’’میں ایام حُرّہ کے دوران میں مسلسل حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی قبرِ اَنور سے اَذان اور اِقامت کی آواز سُنتا رہا، یہاں تک کہ لوگ معمول کی صورت حال کی طرف واپس لوٹ آئے (یعنی مسجد نبوی میں باقاعدہ اَذان و اِقامت شروع ہو گئی)۔‘‘

سعید بن عبدالعزیز روایت کرتے ہیں:

لما کان أيام الحرّة لم يؤذن فی مسجد النبی ﷺ ثلاثا و لم يُقم، و لم يبرح سعيد بن المسيب من المسجد، کان لا يعرف وقت الصلٰوة إلا بهمهمة يسمعها من قبر النبی ﷺ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ ابن بکار، اخبار المدینہ

۲۔ مقریزی، إمتاع الاسماع، ۱۴: ۶۱۶

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۲۸۱

۴۔ سیوطی، الرسائل التسع: ۲۳۸

۵۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲: ۲۶۶

۶۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۷: ۳۶۵

(۲) ۱۔ دارمی، السنن، ۱: ۵۶، رقم: ۹۳

۲۔ خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، ۳: ۳۱۷، کتاب الفضائل، رقم: ۵۹۵۱

۳۔ ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفی: ۸۱۸، رقم: ۱۵۳۵

۴۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۴: ۶۱۵، ۶۱۶

←

’’اَیامِ حُرّہ کے دوران مسجد نبوی میں تین دن تک اذان و اِقامت نہیں کہی گئی اور اِس دوران میں سعید بن مسیّب مسجد سے باہر نہیں نکلے اور اور وہ نماز کا وقت نہیں جانتے تھے مگر اُس صوتی گنگناہٹ سے جو وہ نبیٔ اکرم ﷺ کی قبر مبارک سے سُنتے تھے۔‘‘

امام سیوطی مذکورہ روایات کے ذیل میں لکھتے ہیں: ’’یہ روایات حضور نبیٔ اکرم ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کرام علیھم السلام کی حیات پر دلالت کرتی ہیں۔(۱)

۵۔ حیات و وِصال کا اُمت کیلئے موجبِ خیر ہونا

اُمتِ مرحومہ کے حق میں حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور وصالِ مبارک دونوں خیر و برکت کا موجب ہیں۔ اس ضمن میں موجود مختلف احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنھما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

حیاتی خیر لکم و موتی خیر لکم۔(۲)

’’میری حیات بھی تمہارے لئے خیر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے خیر ہے۔‘‘

......۵۔ سیوطی، الرسائل التسع: ۲۳۹

۶۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲: ۲۶۶

۷۔ زرقانی، شرح المواهب اللدنیہ، ۷: ۳۶۵

۸۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ: ۱۶۰

(۱) ۱۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲: ۲۶۶

۲۔ سیوطی، الرسائل التسع: ۲۳۹

(۲) ۱۔ قاضی عیاض، الشفاء، ۱: ۱۹

۲۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲: ۳

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہی ایک اور حدیث یوں مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

حياتي خير لكم، تحدثون و تحدث لكم، و وفاتي خير لكم، تعرض علّی أعمالكم، فما رأيت من خير حمدت الله عليه، و ما رأيت من شر استغفرت الله لكم۔(۱)

''میری زندگی تمہارے لئے خیر ہے (کیونکہ) تم (میری) احادیث سنتے سناتے ہو، اور میری وفات (بھی) تمہارے لئے خیر ہے کیونکہ (میری قبر میں) تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوا کریں گے۔ چنانچہ اگر میں نیکیاں دیکھوں گا تو اللہ کا شکر بجا لایا کروں گا اور اگر میں (تمہارے اَعمال نامے میں) برائیاں دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ سے تمہارے بخشش (و مغفرت کی دعا) مانگوں گا۔''

---

(۱) ۱۔ بزار، المسند، ۵: ۳۰۸، ۳۰۹، رقم: ۱۹۲۵

۲۔ ہیثمی نے 'مجمع الزوائد (۹: ۲۴)' میں کہا ہے کہ بزار نے اِسے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۳۔ عراقی نے 'طرح التثریب فی شرح التقریب (۳: ۲۹۷)' میں بزار کی اِسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۴: ۲۵۷

۵۔ سیوطی نے 'مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا (ص: ۳)' اور 'الخصائص الکبری (۲: ۲۸۱)' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بزار کی اس روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

۶۔ ملا علی قاری نے 'شرح الشفا (۱: ۳۶)' میں بزار کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

۷۔ زرقانی 'شرح المواہب اللدنیہ (۷: ۳۷۳)' میں کہتے ہیں کہ بزار نے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

۸۔ خفاجی نے بھی 'نسیم الریاض (۱: ۱۷۳)' میں اِس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے۔

ملا علی قاریؒ 'شرح الشفا (۱: ۳٦)' میں فرماتے ہیں:

''یہاں کوئی موت (مراد) ہے نہ فوت بلکہ ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونا اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی مسافرت (مراد) ہے۔''

۳۔ حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مقام پر فرمایا:

حياتي خير لكم، تحدثون و يحدث لكم، و وفاتي خير لكم، تعرض عليّ أعمالكم، فما كان من حسن حمدت الله عليه، و ما كان من سيّئ استغفرت الله لكم۔(۱)

---

(۱) ۱۔ ابن ابی اسامہ، المسند، ۲: ۸۸۴، رقم: ۹۵۳

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۱۹۴

۳۔ ابن اسحاق ازدی نے 'فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ (ص: ۴۰۔ ۴۲، رقم: ۲۵، ۲٦)' میں بکر بن عبداللہ سے دو مختلف طرق سے مروی روایات بیان کی ہیں۔

۴۔ ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ: ۸۲٦، رقم: ۱۵٦۴

۵۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۳۴

٦۔ ابن عبدالہادی نے 'الصارم المنکی فی الرد علی السبکی (ص: ۲٦٦، ۲٦۷)' میں کہا ہے کہ اس حدیث کی اِسناد بکر مزنی تک صحیح ہے جبکہ بکر ثقہ تابعین اور اُن کے ائمہ میں سے ہے۔

۷۔ عسقلانی، المطالب العالیہ، ۴: ۲۲، ۲۳، رقم: ۳۸۵۳

۸۔ ہندی، کنز العمال، ۱۱: ۴۰۷، رقم: ۳۱۹۰۴

۹۔ سیوطی نے 'مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا (ص: ۳)' اور 'الخصائص الکبریٰ (۲: ۲۸۱)' میں اسے صحیح سند سے مروی قرار دیا ہے۔

۱۰۔ ملا علی قاری نے 'شرح الشفا (۱: ۳٦)' میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۱۔ خفاجی نے 'نسیم الریاض (۱: ۱۷۳)' میں ابن ابی اسامہ کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۲۔ فیروز آبادی، الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر: ۱۰۴، ۱۰۵

’’میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے (کیونکہ) تم (میری) احادیث سنتے سناتے ہو، اور میرا وصال بھی تمہارے لئے بہتر ہے (کیونکہ اس میں) تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے، پس اچھے اعمال پر میں اللہ کا شکر ادا کروں گا اور بُرے اعمال پر تمہارے لئے اللہ سے مغفرت طلب کروں گا۔‘‘

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

حیاتی خیر لکم تحدثونی و نحدث لکم، فإذا أنا مت کانت وفاتی خیرا لکم، تعرض علیّ أعمالکم، فإن رأیت خیراً حمدت اللہ، و إن رأیت غیر ذٰلک استغفرت اللہ لکم۔(۱)

’’میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم مجھ سے ہم کلام ہوتے ہو اور میں تم سے ہم کلام ہوتا ہوں اور جب میں وفات پا جاؤں گا تو میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے (کیونکہ) تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے۔ پس اگر میں بہتر اعمال دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کروں گا اور اگر اس کے علاوہ (برے اعمال) دیکھوں گا تو میں تمہارے لئے مغفرت طلب کروں گا۔‘‘

۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ: حیاتی خیرلکم، ثلاث مرات، و وفاتی خیرلکم، ثلاث مرات۔ فسکت القوم، فقال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: بأبی أنت و أمی! کیف یکون ھذا؟ قال: حیاتی خیر لکم، ینزل علیّ الوحی من السماء، فأخبرکم بما یحل لکم و ما یحرم علیکم، و موتی خیر لکم، تعرض علیّ أعمالکم کل

---

(۱) ۱۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ: ۱۶۰
۲۔ ہندی، کنز العمال، ۱۱: ۴۰۷، رقم: ۳۱۹۰۳

خميس، فما كان من حسن حمدت الله ﷻ عليه، و ما كان من ذنب إستوهبت لكم ذنوبكم۔(۱)

''حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے، (آپ ﷺ نے یہ) تین بار فرمایا؛ اور میرا وصال بھی تمہارے لئے بہتر ہے (اور آپ ﷺ نے یہ بھی) تین بار فرمایا۔ پھر قوم خاموش ہوگئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! یہ کیسے ہوگا (وفات بہتر کیسے ہوگی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری حیات تمہارے لئے (اس طرح) بہتر ہے کہ مجھ پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے، پس میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کونسی چیزیں تم پر حلال ہیں اور تم پر حرام ہیں، میری وفات تمہارے لئے اس طرح بہتر ہے کہ تمہارے اعمال ہر جمعرات مجھ پر پیش کئے جائیں گے، پس اگر وہ اعمال بہتر ہوئے تو میں اس پر اللہ ﷻ کی حمد و ثناء بیان کروں گا اور اگر وہ اعمال برے ہوئے تو میں تمہارے لئے (اللہ تعالیٰ سے) تمہارے گناہوں کی معافی طلب کروں گا۔''

مذکورہ روایات کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إن أعمال أمتی تعرض علیّ فی کل یوم جمعة۔(۲)

''بیشک میری اُمت کے اَعمال ہر جمعہ کے روز مجھے پیش کئے جاتے ہیں۔''

---

(۱) ۱۔ نبہانی، حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ﷺ: ۷۱۳
۲۔ ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ ۱: ۸۲۶، رقم: ۱۵۶۵

(۲) ۱۔ ابونعیم، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ۶: ۱۷۹
۲۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۱۲: ۱۶۷
۳۔ ہندی، کنز العمال، ۵: ۳۱۸، رقم: ۱۳۰۱۶

ایک اور روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک تمہارے اعمال تمہارے انتقال کر جانے والے اَعزّا و اَقرباء کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ پس اگر وہ اعمال صالح ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر وہ بُرے ہوں تو وہ (فوت شدگان) کہتے ہیں: اے اللہ! انہیں موت نہ دے یہاں تک کہ تو انہیں ہدایت دے دے جیسے تو نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی۔''(۱)

ان احادیث سے یہ بھی واضح ہے کہ زندوں کے اعمال نہ صرف بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کئے جاتے ہیں بلکہ اُن اعمال کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فوت شدہ اُمتیوں کے سامنے بھی پیش کیا جاتا ہے۔

۶۔ سلامِ اُمت کی سماعت

درود شریف وہ پاکیزہ عمل ہے جس میں ربِ کائنات بھی اپنے ملائکہ اور بندوں کے ساتھ شریک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اُمتیوں کا درود و سلام سُنتے ہیں۔

۱۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: أكثروا الصلوة عليّ يوم الجمعة فإنه يوم مشهود تشهده الملائكة، ليس من عبد يصلي عليّ إلا بلغني صوته حيث كان۔ قلنا: و بعد وفاتك؟ قال: و بعد وفاتي، إن الله عزوجل حرم على الأرض أن تاكل أجساد الأنبياء۔(۲)

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۱۶۵

۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۲:۲۲۸، ۳۲۹

(۲) ۱۔ ابن قیم نے 'جلاء الافہام (ص:۶۳، رقم: ۱۰۸)' میں کہا ہے کہ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

۲۔ ہیتمی، الدر المنضود فی الصلاۃ و السلام علی صاحب المقام المحمود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ۱۱۷

←

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

’’حضور نبیِٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، بے شک جمعہ کا دن یومِ مشہود ہے (کیونکہ) اس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ جو آدمی مجھ پر درود پڑھے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خواہ وہ کسی بھی جگہ پڑھے۔ ہم نے عرض کیا: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم! کیا) آپ کی وفات کے بعد بھی (ہم یہ عمل جاری رکھیں)؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ہاں،) میری وفات کے بعد بھی (ہم یہ عمل جاری رکھو کیونکہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔‘‘

اس روایت میں بَلَغَنِی صَوتُهُ کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ درود پڑھنے والے کی آواز حضور نبی اکرم ﷺ تک پہنچتی ہے۔ اس میں نہ دور ونزدیک کی قید ہے اور نہ کسی کا پہنچانا شرط ہے بلکہ خود حضور ﷺ کا سُننا ثابت ہے، جو حیاتُ النبی ﷺ کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی کمال درجہ قوتِ سماعت کی روشن دلیل ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانؒ نے کیا خوب کہا ہے:

ہم یہاں پہ پڑھیں وہ مدینے سنیں
اُن کی اعلیٰ سماعت پہ لاکھوں سلام

۲۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ جو آپ ﷺ پر نزدیک سے درود بھیجتے ہیں، دور سے درود بھیجتے ہیں اور بعد میں آنے والے بھی بھیجیں گے، کیا یہ سب درود آپ ﷺ کو پیش کئے جاتے ہیں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

أسمع صلوٰة أهل محبتي و أعرفهم۔(۱)

’’میں اہلِ محبت کا درود خود سنتا ہوں اور اُنہیں پہچانتا (بھی) ہوں۔‘‘

------ ۳۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ: ۱۵۸، ۱۵۹
۴۔ نبہانی، حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ۱: ۷۱۳

(۱) ۱۔ ابو عبداللہ، دلائل الخیرات: ۴۹
۲۔ فاسی، مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات: ۸۱

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اہلِ محبت کا درود نہ صرف خود سُنتے ہیں بلکہ بھیجنے والوں کو پہچانتے بھی ہیں، اگرچہ وہ دور کسی مقام پر اور بعد کے کسی زمانے میں ہی کیوں نہ ہوں۔

۷۔ اُمتیوں کے سلام کا جواب عطا فرمانا

حضور نبی اکرم ﷺ نہ صرف اُمت کی طرف سے بھیجا جانے والا درود و سلام سُنتے ہیں بلکہ اس کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ما من مسلم سلم عليّ في شرق و لا غرب، إلا أنا و ملائكة ربي نرد عليه السلام۔(۱)

’’مشرق و مغرب میں جو مسلمان بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے میں اور میرے رب کے فرشتے اُس کے (بھیجے ہوئے) سلام کا جواب دیتے ہیں۔‘‘

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما من أحد يسلم عليّ إلا ردّ الله عليّ روحي حتى أرد عليه السلام۔(۲)

---

(۱) ۱۔ ابونعیم، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ۶: ۳۴۹
۲۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۱: ۵۹
۳۔ ابن قیم، جلاء الافہام: ۱۸، رقم: ۱۹
۴۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیعا: ۱۵۶

(۲) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۱۷۵، کتاب المناسک، رقم: ۲۰۴۱
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۵۲۷
۳۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۴: ۸۴، رقم: ۳۱۱۶
۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۴۵

←

’’جب بھی کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح واپس لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔‘‘

علامہ تقی الدین سبکیؒ ان روایات کے بارے میں فرماتے ہیں:

’’حدیث مذکورہ اس بات کو متضمن ہے کہ حضور ﷺ کی روح مقدسہ آپ ﷺ کے جسد اطہر کو لوٹا دی جاتی ہے اور بیشک آپ ﷺ (اُمتیوں کا) سلام سُنتے اور اس کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔‘‘(۱)

------ ۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۲۱۷، رقم: ۱۵۸۱
۶۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۴۶۷
۷۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۳۶۲، رقم: ۲۵۷۳
۸۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۶۲
۹۔ عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۴۸۸
۱۰۔ عسقلانی، تلخیص الحبیر، ۲: ۲۶۷
۱۱۔ اندلسی، تحفۃ المحتاج، ۲: ۱۹۰
۱۲۔ ابوطیب، عون المعبود، ۶: ۱۹، ۲۰
۱۳۔ زرقانی، شرح الموطا، ۴: ۳۵۷
۱۴۔ شوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، ۵: ۱۸۰
۱۵۔ ابن الجوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۲۳۳
۱۶۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیرالانام: ۱۳۶
۱۷۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۰: ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸
۱۸۔ ابن قدامہ، المغنی، ۳: ۲۹۷، ۲۹۸
۱۹۔ فیروز آبادی، الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر ﷺ: ۱۰۳، ۱۰۴
۲۰۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۲۸۰
۲۱۔ سیوطی، الرسائل التسع: ۲۳۵
۲۲۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲: ۲۶۴
۲۳۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ: ۱۵۴

(۱) سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیرالانام: ۱۳۳

حدیثِ مبارکہ میں مذکور لفظ ’ردّ‘ کا معنی سونپنا ہے، جیسا کہ امام راغب اَصفہانیؒ لکھتے ہیں:

و یقال: رددتُ الحکم فی کذا إلی فلان: فَوَّضتُهُ إلیه۔ (۱)

’’اور کہا جاتا ہے: میں نے فلاں چیز کے بارے میں فیصلہ فلاں کے سُپرد کر دیا۔‘‘

قرآن پاک میں اس معنی کی تائید بایں الفاظ موجود ہے:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللهِ وَ الرَّسُوْلِ۔ (۲)

’’پھر اگر کسی مسئلہ میں تم باہم اختلاف کرو تو اُسے (حتمی فیصلہ کے لئے) اللہ اور رسول (ﷺ) کی طرف لوٹا دو۔‘‘

اب حدیث شریف کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سلام بھیجنے والوں کو سلام کا جواب دینا رسول اللہ ﷺ کے سُپرد فرما دیتا ہے۔

ابراہیم بن شیبان بیان کرتے ہیں:

’’میں حج سے فراغت پر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور میں نے روضۂ اَطہر کے پاس جا کر سلام عرض کیا تو حجرہ شریف کے اندر سے ’و **علیک السلام** (تم پر بھی سلامتی ہو)‘ کی آواز سُنی۔‘‘ (۳)

سلیمان بن سحیم کہتے ہیں:

---

(۱) راغب اصفہانی، المفردات: ۳۴۹

(۲) القرآن، النساء، ۴: ۵۹

(۳) ۱۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ: ۱۶۰

۲۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۴: ۶۱۶

۳۔ سبکی نے ’شفاء السقام فی زیارت خیر الانام (ص: ۳۸)‘ میں یہ قول ابراہیم بن بشار کی طرف منسوب کیا ہے۔

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

’’میں نے خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ پر سلام بھیجتے ہیں، کیا آپ اُن کے سلام سمجھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں (سمجھتا ہوں) اور ان (کے سلام) کا جواب (بھی) دیتا ہوں۔‘‘ (۱)

۸۔ ملائکہ کا بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں سلام پیش کرنا

حضور ﷺ کی شان ہے کہ خود بھی اپنے غلاموں کا درود و سلام سنتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتے ادباً حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں آپ ﷺ کی اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں۔ جس طرح شاہِ وقت اور تخت پر جلوہ افروز بادشاہ اگر خود بھی سن رہا ہو یا سن چکا ہو تو قرینۂ ادب یہ ہے کہ خدامِ مجلس و دربار بات پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ فلاں نے عرض کیا، فلاں نے یہ عرض کیا ہے۔ اسی طرح فرشتوں کے پیش کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ خود نہیں سنتے یا فرشتوں کا سلام پیش فرمانا خود سننے کی نفی نہیں کرتا۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ ہر نیک و بد شخص کے ہر عمل سے بخوبی واقف ہے مگر کراماً کاتبین ہر ایک کا دفتر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کریں گے۔ اگر پیش کرنے کا مقصد خود علم و سماعت اور مشاہدہ کی نفی ہو تو پھر (معاذ اللہ) اس چیز کا اِلزام اللہ تعالیٰ کی طرف چلا جائے گا، کیونکہ اگر اللہ کو علم ہو اور مشاہدہ فرما رہا ہو تو پھر پیش فرمانے کی کیا ضرورت ہے!

پیش کرنا دو وجہوں سے ہوتا ہے:

۱۔ اُس بارگاہ کے عُلوِ مرتبت (بلند رتبہ) کے آداب کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ

(۱) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۴۹۱، رقم: ۴۱۶۵
۲۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۳۸
۳۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۱۰: ۳۰۸
۴۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ: ۱۶۰

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

درخواستیں، اِلتجائیں، نیازیں، درود وسلام، عبادتیں اور تحفے پیش کرنے والا کوئی خادم مقرر ہو۔

۲۔ دوسرا سبب یہ ہے پیش کرنے سے ریکارڈ بنتا ہے اور اُس کے دفتر قائم ہوتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

من صلی علیّ فی یوم الجمعة و لیلة الجمعة، قضی اللہ له مائة حاجة: سبعین من حوائج الآخرة و ثلاثین من حوائج الدنیا، ثم یوکل اللہ بذالک ملکًا یدخله فی قبری کما یدخل علیکم الهدایا، یخبرنی من صلی علیّ باسمه و نسبه إلی عشیرته، فأثبته عندی فی صحیفة بیضاء۔(۱)

''جوشخص مجھ پر جمعہ کے روز اور جمعہ کی رات درود پڑھے اللہ اُس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے، ستر آخرت کی اور تیس دُنیا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو کہ میری قبر میں درود اس طرح پیش کرتا ہے جس طرح تمہیں ہدیے پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ مجھے اُس آدمی کے نام ونسب کی اُس کے خاندان سمیت خبر دیتا ہے، پس میں اُسے اپنے پاس سفید صحیفے میں ثبت (ریکارڈ) کر لیتا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ کے حضور اعمال پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے وہ اعمال تحریری طور پر ثبوت کی شکل میں دکھائے جائیں گے۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں

(۱) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۱۱۱، رقم: ۳۰۳۵
۲۔ فیروز آبادی، الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر ﷺ: ۷۷
۳۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۵: ۲۱۹
۴۔ زرقانی، شرح المواهب اللدنیہ، ۷: ۳۷۲
۵۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ: ۱۵۶

اُمت کے سلام اور اعمال پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ ملاحظہ فرما کر خوش ہوں۔ لہٰذا درود و سلام کے دلائل اور تحریریں بھی قیامت کے دن نامۂ اعمال میں رکھی جائیں گی، اور یہ اعمال حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔ اور کسی کا عمل اگر کم رہ جائے گا تو اُس کے بھیجے ہوئے درود و سلام کی تحریر رکھنے سے اُس کے عمل کی کمی پوری ہو جائے گی۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إن لله ملائكة سيّاحين في الأرض، يبلغوني من أمتي السلام۔(۱)

---

(۱) ۱۔ نسائی، السنن، ۳:۴۳، کتاب السهو، رقم: ۱۲۸۲
۲۔ نسائی، عمل الیوم واللیلہ: ۱۶۷، رقم: ۶۶
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۳۸۷، ۴۴۱، ۴۵۲
۴۔ دارمی، السنن، ۲:۴۰۹، رقم: ۲۷۷۴
۵۔ بزار، المسند، ۵:۳۰۷، ۳۰۸، رقم: ۱۹۲۴، ۱۹۲۵
۶۔ ابویعلی، المسند، ۹:۱۳۷، رقم: ۵۲۱۳
۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۳:۱۹۵، رقم: ۹۱۴
۸۔ عبدالرزاق، المصنف، ۲:۲۱۵، رقم: ۳۱۱۶
۹۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲:۲۵۳، رقم: ۸۷۰۵
۱۰۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶:۳۱۶، رقم: ۳۱۷۲۱
۱۱۔ شاشی، المسند، ۲:۲۵۲، رقم: ۸۲۵
۱۲۔ حاکم، المستدرک، ۲:۴۲۱، رقم: ۳۵۷۶
۱۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰:۲۱۹، ۲۲۰، رقم: ۱۰۵۲۸۔۱۰۵۳۰
۱۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۲۱۸، رقم: ۱۵۸۲
۱۵۔ بغوی، شرح السنہ، ۳:۱۹۷، رقم: ۶۸۷
۱۶۔ ابوبکر بغدادی، الفصل للوصل المدرج، ۲:۶۷۸، ۶۷۹
۱۷۔ خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، ۱:۲۷۹، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۹۲۴ ←

’’اللہ ﷻ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور میری اُمت کی طرف سے جو سلام بھیجا جاتا ہے مجھے پہنچاتے ہیں۔‘‘

ابن حبان کی بیان کردہ روایت کی اسناد امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں اور اس کے رِجال ثقہ ہیں۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔ ابن قیم نے اس کی اسناد کو صحیح کہا ہے۔

۲۔ حضرت یزید رقاشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إنّ ملكاً موكل يوم الجمعة، من صلى على النبي صلى الله عليه وآله وسلم، يُبلغ النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقول: إن فلاناً مِن أمتك صلّى عليك۔(۱)

’’بیشک ایک فرشتہ جمعہ کے روز اس اَمر پر مامور ہوتا ہے کہ جو کوئی بھی نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھتا ہے وہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اس کا درود پہنچاتا ہے (اور) کہتا ہے: کہ آپ کی اُمت میں سے فلاں آدمی نے آپ پر درود بھیجا ہے۔‘‘

...... ۱۸۔ ہیثمی، موارد الظمآن: ۵۹۴، رقم: ۲۳۹۲

۱۹۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۱۰: ۳۰۶، ۳۰۷

۲۰۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۱: ۶۰

۲۱۔ ابن قیم، جلاء الافہام: ۲۳، رقم: ۳۶

۲۲۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳: ۵۱۵

۲۳۔ فیروز آبادی، الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر: ۱۰۸

۲۴۔ نبہانی، صلوات الثناء علی سید الانبیاء ﷺ: ۲۳

(۱) ۱۔ ابن اسحاق ازدی، فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ: ۴۲، رقم: ۲۷

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۲۵۳، رقم: ۸۶۹۹

۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۶، رقم: ۳۱۷۹۲

۴۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۱: ۷۰، ۷۱

۵۔ ابن قیم، جلاء الأفہام: ۶۴، رقم: ۱۱۰

۳۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من صلّی علیّ عند قبری سمعتُه، و من صلّی علیّ نائیًا أبلغته۔(۱)

''جو شخص میری قبر پر (آ کر) مجھ پر درود بھیجتا ہے میں اُسے خود سنتا ہوں، اور جو کوئی دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔''

۴۔ حضرت ابو امامہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أکثر وا علیّ من الصلاۃ فی کل یوم جمعۃ، فإنّ صلاۃ أمتی تُعرَض علیّ فی کلِّ یوم جمعۃ، فمن کان أکثرھم علیّ صلاۃ کان أقربھم منی منزلۃ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۲۱۸، رقم: ۱۵۸۳
۲۔ مناوی، فیض القدیر، ۶: ۱۷۰
۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۴۸۸
۴۔ سیوطی، شرح علی سنن النسائی، ۴: ۱۱۰
۵۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۰: ۳۰۶
۶۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۱: ۵۹
۷۔ ہندی، کنز العمال، ۱: ۴۹۲، رقم: ۲۱۶۵
۸۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۲۸۰

(۲) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۱۱۰، رقم: ۳۰۳۲
۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۲۴۹، رقم: ۵۷۹۱
۳۔ دیلمی، فردوس الاخبار، ۱: ۸۱، رقم: ۲۵۰
۴۔ منذری، الترغیب و الترہیب، ۲: ۳۲۸، رقم: ۲۵۸۳
۵۔ ابوطیب، عون المعبود، ۴: ۲۷۲
۶۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۱۳۶
۷۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۱: ۶۶
۸۔ ابن قیم، جلاء الافہام: ۴۰، رقم: ۵۶
۹۔ فیروز آبادی، الصلات و البشر فی الصلاۃ علی خیر البشر: ۷۵

←

’’ہر جمعہ کے روز مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھو، بیشک میری اُمت کا درود ہر جمعہ کے دن مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، پس جس نے مجھ پر کثرت سے درود بھیجا وہ مرتبہ کے اِعتبار سے سب سے بڑھ کر میرے قریب ہوگا۔‘‘

فیروز آبادی کا کہنا ہے کہ اس روایت کی اِسناد جید اور رِجال ثقہ ہیں۔ سخاوی کا کہنا ہے کہ بیہقی نے یہ روایت حسن سند کے ساتھ بیان کی ہے۔

۹۔ اُمتیوں کے درود وسلام کا بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں خود پہنچنا

یہ بھی تاجدارِ کائنات ﷺ کے برزخی خصائص میں سے ہے اُمتی جہاں کہیں بھی ہوں اُن کی طرف سے پیش کیا جانے والا درود و سلام بلاواسطہ خود بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں پہنچتا ہے۔ اس کے لئے احادیث میں تَبْلُغُنِی، فَتَبْلُغُنِی، یَبْلُغُنِی، فَسَیَبْلُغُنِی وغیرہ جیسے الفاظ وارد ہوئے ہیں، جو کہ معروف کے صیغے ہیں مجہول کے نہیں، اور اِن صیغوں کا فاعل صلاتکم اور سلامکم خود ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل روایات سے ظاہر ہے:

۱۔ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما اپنے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

و صلّوا علیّ، و سلّموا حیثما کنتم، فَسَیَبْلُغُنِی سلامکم و صلاتکم۔(۱)

------ ۱۰۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع: ۱۵۸

۱۱۔ ہندی، کنز العمال، ۱: ۴۸۸، رقم: ۲۱۴۱

(۱) ۱۔ ابن اسحاق ازدی، فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ: ۳۵، رقم: ۲۰

۲۔ ابن کثیر کی ’تفسیر القرآن العظیم (۳: ۵۱۵)‘ میں بیان کردہ روایت میں فَسَیَبْلُغُنِی کی بجائے فَتَبْلُغُنِی کا لفظ بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ عسقلانی نے بھی ’لسان المیزان (۲: ۱۰۶)‘ میں فَتَبْلُغُنِی کا لفظ ذکر کیا ہے۔

۴۔ ہندی نے ’کنز العمال (۱: ۴۹۸، رقم: ۲۱۹۹)‘ میں لکھا ہے کہ اِسے حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے۔

’’اور تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود و سلام بھیجتے رہا کرو، (کیونکہ) تمہارے درود و سلام مجھ تک (خود) پہنچتے ہیں۔‘‘

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

صلّوا عليّ، فإنّ صلاتكم تَبلُغُنِي حيث كنتم۔(۱)

’’مجھ پر درود بھیجتے رہو، بے شک تمہاری طرف سے بھیجے گئے درود (خود) مجھ تک پہنچتے ہیں خواہ تم کہیں بھی ہو۔‘‘

۳۔ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما اپنے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

فإن تسليمكم يَبْلُغُنِي أين ما كنتم۔(۲)

’’پس تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارے سلام مجھ تک (خود) پہنچتے ہیں۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۱۷۶، کتاب المناسک، رقم: ۲۰۴۲
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۶۷
۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۱۵۰، رقم: ۷۵۴۲
۴۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۸: ۸۲،۸۳، رقم: ۸۰۳۰
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۴۹۱، رقم: ۴۱۶۲
۶۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۱: ۵۹، ۱۷
۷۔ ابن قیم، جلاء الافہام: ۴۲، رقم: ۶۱
۸۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳: ۵۱۵
۹۔ عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۴۸۸

(۲) ۱۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۱: ۳۶۱، رقم: ۴۶۹
۲۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۲: ۴۹، رقم: ۴۲۸
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۳
۴۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۲: ۱۰۶

۴۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

صلّوا علیّ، و سلّموا، فإن صلاتکم و سلامکم یَبْلُغُنِی أین ما کنتم۔(۱)

’’مجھ پر درود و سلام بھیجتے رہا کرو، بیشک تمہارے درود و سلام (خود) مجھ تک پہنچتے ہیں اگرچہ تم جہاں بھی ہو۔‘‘

۵۔ سیدنا حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

حیثما کنتم فصلوا علیّ، فإن صلاتکم تَبْلُغُنِی۔(۲)

---

(۱) ۱۔ ابویعلیٰ، المسند، ۱۲:۱۳۱، رقم: ٦٧٦١
۲۔ ابن قیم، جلاء الافہام: ۴۲، رقم: ٦٠

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۳:۸۲، رقم: ۲۷۲۹
۲۔ طبرانی نے ’المعجم الاوسط (۱:۲۳۸، رقم: ۳٦۷)‘ میں راوی کا نام حسین بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔
۳۔ احمد بن حنبل نے ’المسند (۲:۳٦۷)‘ میں ان الفاظ کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے۔
۴۔ دولابی، الذریۃ الطاہرہ: ۷۳، رقم: ۱۹۹
۵۔ عبد الرزاق نے ’المصنف (۳:۵۷۷، رقم: ٦۷۲٦)‘ میں اسے ذرا مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔
٦۔ منذری نے ’الترغیب والترہیب (۲:۳٦۲)‘ میں کہا ہے کہ اسے طبرانی نے ’المعجم الکبیر‘ میں حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔
۷۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰:۱٦۲
۸۔ ابن قیم، جلاء الافہام: ۴۲، رقم: ٦۱
۹۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۲:۱۰٦
۱۰۔ مناوی، فیض القدیر، ۳:۴۰۰

’’تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود بھیجتے رہا کرو، بیشک تمہارے درود مجھ تک پہنچتے ہیں۔‘‘

٦۔ سیدنا حسن بن حسین رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

و صلّوا علیّ، فإن صلاتکم تبلُغُنِی حیثما کنتم۔(۱)

’’اور مجھ پر درود بھیجتے رہا کرو، بیشک تمہارے درود (خود) مجھ تک پہنچتے ہیں اگرچہ تم جہاں بھی ہو۔‘‘

روایات میں تطبیق

یہاں ذہنوں میں یہ اِشکال پیدا ہوتا ہے کہ بعض احادیث میں کہا گیا کہ مقرر کردہ فرشتہ بارگاہِ نبوت میں درود و سلام پہنچاتا ہے، جبکہ بعض میں یہ مذکور ہے کہ درود و سلام بلا واسطہ حضور نبی اکرم ﷺ تک خود پہنچتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قریب سے سلام بھیجنے والے کا سلام حضور ﷺ بنفسِ نفیس سماعت فرماتے ہیں اور یہ درحقیقت تقاضائے ادب ہے کہ جو بارگاہِ نبوی میں خود حاضر ہو کر سلام پیش کرے اُس کا سلام آپ ﷺ خود سماعت فرمائیں اور دور سے بھیجنے والے کا سلام بذریعہ فرشتہ آپ ﷺ تک پہنچایا جائے۔ لیکن اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ دور سے درود و سلام بھیجنے والے کا درود و سلام سن نہیں سکتے اور نہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ آپ ﷺ (معاذ اللہ) سننے سے قاصر ہیں۔ جس طرح فرشتہ بھی قبرِانور کے پاس متعین ہے (جیسا کہ پیچھے حدیث مبارکہ میں بیان ہو چکا ہے) اسی طرح حاضری دینے والے اُمتی کو بھی یہ شرف نصیب ہے۔ یہ آقا ﷺ کی شفقت و محبت ہے کہ جب اُمتی بھی بارگاہ تک خود

---

(۱) ۱۔ ابن اسحاق ازدی، فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ: ۴۵، رقم: ۳۰

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۱۵۰، رقم: ۷۵۴۳

۳۔ عبد الرزاق نے ’المصنف (۳: ۱۷، رقم: ۴۸۳۹)‘ میں یہ روایت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

پہنچ گیا تو جو سلام یہاں سے کھڑے ہو کر فرشتے نے پیش کرنا تھا تو کیوں نہ وہ خود اپنا سلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرے! اُمتی کو دل شکنی سے بچانے کے لئے یہ اِضافی شرف عطا کیا جاتا ہے کہ اب تم اُسی جگہ پہنچ گئے ہو جہاں سے کھڑے ہو کر فرشتے نے مجھے پیش کرنا تھا، لہٰذا اب یہاں کھڑے ہو کر بلاواسطہ خود پیش کرو، یہاں کسی فرشتے کی ضرورت نہیں رہی۔

دور سے پیش کرنے والے کا سلام فرشتہ اِس لئے پیش کرتا ہے کہ بتقاضائے ادب دُور سے آواز دینے سے منع فرمایا گیا، جیسا کہ اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَ أَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ○ (۱)

’’اے ایمان والو! اپنی آواز کو پیغمبر (ﷺ) کی آواز سے بلند نہ کیا کرو (نہ آواز میں تیزی ہو نہ بلندی ہو) اور اُن سے اِس طرح زور سے نہ بولو جیسے آپس میں زور سے بولتے ہو (یہ بات ادب کے خلاف ہے، دیکھو) کہیں تمہارے اعمال (تمہاری نادانی سے) ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو○‘‘

بے شک حضور ﷺ قریب کی طرح دُور سے بھی سنتے ہیں، لیکن سلیقۂ ادب یہ ہے کہ دُور سے پیش کیا گیا درود و سلام پہلے فرشتے کے پاس آئے اور پھر فرشتہ اُسے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کرے۔

ثانیاً اگر بالفرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ حضور ﷺ دور سے نہیں سنتے اور صرف قریب سے سنتے ہیں، تو اس سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ میں قوتِ سماعت ہے یا نہیں۔ یہاں حیات اور عدمِ حیات کا سوال بھی سامنے آتا ہے۔ اگر جسمانی حیات ہی نہیں ہے تو پھر قریب اور بعید برابر ہو گیا، نہ قریب سے پڑھنے والے کا سننا ممکن رہا اور

---

(۱) القرآن، الحجرات، ۴۹:۲

نہ دُور سے پڑھنے والے کا سننا، کیونکہ قریب والے کا بھی تب ہی سن سکتے ہیں کہ حیات بعد اَز وفات اور قوتِ سماعت ہو۔ لہٰذا حیات اور قوتِ سماعت ثابت ہو گئی خواہ قریب سے پڑھنے والے کا سلام ہی سنا۔

اِس طرح ایک جزو طے ہو گیا کہ جب سن رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ جسمانی وفات حیات النبی ﷺ پر اثر انداز نہیں ہوئی کیونکہ سننا حیات کی علامت ہے۔ ہم یہ نہیں کہ سکتے کہ (معاذ اللہ) موت نے سماعت ختم تو نہیں کی مگر کم کر دی ہے، اس لئے قریب سے سن سکتے ہیں دور سے نہیں سن سکتے (استغفر اللہ)۔ یہ ممکن ہی نہیں کیونکہ ایک ہی صورت ہو گی: یا سماعت ہو گی یا نہیں ہو گی۔ لہٰذا ایک مسئلہ حل ہو گیا کہ جب آپ ﷺ قریب سے سن سکتے ہیں تو پھر حیات ہیں۔ رہ گیا یہ اعتراض کہ دُور سے کیوں نہیں سنتے، تو اس کا سبب بعد (دُوری) نہیں بلکہ ادب ہے۔ علاوہ ازیں حضور ﷺ کا نزدیک و دور سے سننا بھی آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے، آپ ﷺ دُور سے اُسی طرح سنتے و دیکھتے ہیں جس طرح قریب سے سنتے اور دیکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

إنی أری ما لا ترون، و أسمع ما لا تسمعون۔(۱)

''میں وہ کچھ بھی دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، اور میں وہ کچھ بھی سنتا ہوں جو تم

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۱۴۵، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۱۲
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۴: ۵۰۵، کتاب الزہد، رقم: ۴۱۹۰
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۷۳
۴۔ بزار، المسند، ۹: ۳۵۸، رقم: ۳۹۲۵
۵۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۵۱۰، رقم: ۳۸۸۳
۶۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۵۴۴، ۵۷۹، رقم: ۸۶۳۳، ۸۷۲۶
۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۵۲
۸۔ ابونعیم، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ۲: ۲۳۶
۹۔ البانی، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، ۴: ۲۹۹، رقم: ۱۷۲۲

نہیں سنتے۔‘‘

ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے، جبکہ ابن ماجہ کی بیان کردہ روایت حسن ہے۔

جب حضور ﷺ کا دیکھنا اور سننا ان جگہوں کے لئے بھی ثابت ہے جہاں ہماری محدود سماعت و بصارت پہنچنے سے قاصر ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ قریب سے سننے کی طرح دُور سے سننا بھی ثابت ہے، جس طرح حدیثِ مبارکہ میں ہے اور متفق علیہ فضائل و خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ اپنے پیچھے بھی اُسی طرح دیکھتے جیسے آگے دیکھتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فو الذی نفسی بیده! إنی لأراكم من خلفی كما أراكم من بین یدی۔(۱)

’’قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں تم کو پیچھے سے بھی اُسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں۔‘‘

عام انسانوں کی بصارت کی حدود و قیود ہیں، کوئی بھی شخص صرف سامنے دیکھ سکتا ہے، پیچھے نہیں دیکھ سکتا۔ مگر حضور ﷺ پر حیاتِ ظاہری میں دور و نزدیک اور آگے پیچھے کی حد نہ تھی اور آپ ﷺ کے احادیث میں مروی خصائص سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ پیچھے بھی دیکھتے تھے، دُور سے سنتے تھے اور آپ ﷺ کا رُعب اور آواز بھی دُور تک جاتی تھی۔ لہٰذا جب حیاتِ ظاہری میں یہ سب باتیں آپ ﷺ کے خصائص میں شامل تھیں تو وفات کے

---

(۱) ۱۔ نسائی، السنن، ۲: ۶۹، کتاب الامامہ، رقم: ۸۱۴
۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۱: ۲۸۸، رقم: ۸۸۷
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۷۹، ۴۴۹
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۶۸، ۲۸۶
۵۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۶: ۴۶، ۲۲۸، رقم: ۳۲۹۱، ۳۵۱۴

بعد جب حضور ﷺ کی حیات ثابت ہوئی تو پھر اُنہی خواص، تاثیرات و علامات اور خصائص و قوتوں کے ساتھ متحقق ہوگئی جو قبل اَز وفات تھیں، کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ بعد اَز وفات حیات تو ثابت ہو اور مع علامات و خواص ثابت نہ ہو کہ اُنہی خواص کے اجتماع کا نام ہی تو حیات ہے۔ اس لئے جب سماعت و بصارت ثابت ہوئی تو اُسی شان سے ثابت ہوئی جس شان سے وفات سے پہلے سماعت و بصارت ثابت تھیں، جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

۱۔ إن اللہ زویٰ لیَ الأرض، فرأیت مشارقھا و مغاربھا۔(۱)

''اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا، پس میں نے اُسے شرق تا غرب تمام اَطراف سے دیکھ لیا۔''

ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے، جبکہ ابن ماجہ کی بیان کردہ روایت صحیح ہے۔

۲۔ إن اللہ عزوجل قد رفع لی الدنیا، فأنا أنظر إلیھا و إلی ما ھو کائن فیھا إلی یوم القیامۃ، کأنما أنظر إلی کفی ھذہ۔(۲)

''بیشک اللہ نے دنیا میرے سامنے کر دی ہے، پس میں اُسے اور اُس میں

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، کتاب الفتن و اشراط الساعہ، رقم: ۲۸۸۹
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۴۶، ابواب الفتن، رقم: ۲۱۷۶
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۹۷، کتاب الفتن والملاحم، رقم: ۴۲۵۲
۴۔ ابن ماجہ، السنن، ۴: ۳۶۹، کتاب الفتن، رقم: ۳۹۵۲
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۷۸، ۲۸۴
۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۱۰۹، رقم: ۶۷۱۴
۷۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۱۱، رقم: ۳۱۶۹۴

(۲) ۱۔ ابونعیم، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ۶: ۱۰۱
۲۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۳: ۵۵۹
۳۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۱۰: ۱۲۳

قیامت تک ہونے والے اَحوال و واقعات ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنی اِس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔‘‘

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جو روئے زمین کے سب درود و سلام سن کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔ لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس خادم فرشتے کو بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں مقرر کر رکھا ہے اُسے تو یہ قوت ہے کہ وہ ساری زمین کے پیش کرنے والوں کے درود و سلام دور سے بھی سن لیتا ہے، اور جس مخدوم کے لئے خادم مقرر ہے اُسے یہ سماعت حاصل نہ ہو حالانکہ اس اُمتی کو یہ سماعت ملی بھی حضور ﷺ کے تصدق سے ہے تاکہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں یہ اَدب بجالا سکے۔ اس لئے یہ کہنا گستاخی اور بے ادبی ہے کہ خادم اور اُمتی تو ساری روئے زمین سے دور دراز کے درود و سلام سن رہا ہے اور مخدوم پیغمبر جس کی بارگاہ کا وہ خادم ہے اُسے سماعت کی یہ قوت حاصل نہیں۔ لہٰذا صحیح عقیدہ یہ ہے کہ فرشتے کا دور والوں کا سلام پیش کرنا (معاذ اللہ) حضور ﷺ کے نقصِ سماعت کی وجہ سے نہیں بلکہ کمال اَدب کی وجہ سے ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

إن لله تبارک و تعالٰی ملکا أعطاه أسماع الخلائق، فهو قائم علی قبری إذا مُتُّ، فلیس أحد یصلی علیّ صلاة إلا قال: یا محمد! صلی علیک فلان ابن فلان۔ قال: فیُصَلی الرَّبُّ تبارک و تعالٰی علی ذٰلک الرجل بکل واحدة عشرًا۔(۱)

’’اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ایک ایسا فرشتہ ہے جسے اُس نے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی قوت عطا فرمائی ہے۔ جب میں اِس ظاہری دنیا سے پردہ کرلوں گا تو وہ میری قبر پر ٹھہرا رہے گا۔ پس جو کوئی مجھ پر درود بھیجے گا تو وہ عرض کرے گا: یا محمد (صلی اللہ علیک و سلم)! فلاں بن فلاں آپ پر درود بھیجتا ہے۔ فرمایا: پس اُس

(۱) ابن قیم، جلاء الافہام: ۵۱، ۵۲، رقم: ۸۳

درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ ایک کے بدلے دس رحمتیں بھیجتا ہے۔‘‘

بزار نے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ درج کی ہے:

عن ابن الحميری، قال: سمعتُ عمار بن ياسر يقول: قال رسول الله ﷺ: إن الله وكل بقبری ملكا أعطاه أسماع الخلائق، فلا يصلی علیّ أحد إلی يوم القيامة إلا أبلغنی باسمه و اسم أبيه: هذا فلان بن فلان قد صلی عليک۔(۱)

’’ابن حمیری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہوا ہے، جسے اُس نے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی قوت عطا فرمائی ہے۔ پس قیامت تک جو کوئی بھی مجھ پر درود بھیجے گا تو وہ (فرشتہ) اُس کا اور اُس کے والد کا نام مجھ تک پہنچائے گا: فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔‘‘

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ دور و نزدیک ہر جگہ سے اپنے اُمتیوں کی طرف سے پیش کیا جانے والا درود و سلام سنتے ہیں۔ فرشتہ صرف از روئے ادب آپ ﷺ کی بارگاہ میں اُمتیوں کی طرف سے پیش کیا جانے والا درود و سلام پہنچاتا ہے، ورنہ آپ ﷺ تک تمام اُمتیوں کی درود و سلام کی آواز پہنچتی ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ: أكثروا الصلوة علیّ يوم الجمعة فإنه يوم مشهود تشهده الملائكة، ليس من عبد يصلی علیّ إلا بلغنی

---

(۱) ۱۔ بزار، المسند، ۴: ۲۵۵، رقم: ۱۴۲۵

۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۶۲

۳۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۶: ۴۱۶

۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۲۸۰

صوته حيث كان۔ قلنا: و بعد وفاتک؟ قال: و بعد وفاتی، إن الله ﷻ حرم علی الأرض أن تاکل أجساد الأنبياء۔(۱)

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، بے شک جمعہ کا دن یومِ مشہود ہے (کیونکہ) اس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ جو آدمی مجھ پر درود پڑھے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خواہ وہ کسی جگہ پڑھے۔ ہم نے عرض کیا: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم! کیا) آپ کی وفات کے بعد بھی (یہ عمل جاری رکھیں)؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ہاں)، میری وفات کے بعد بھی (یہ عمل جاری رکھو کیونکہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔‘‘

اس حدیثِ مبارکہ نے اِس اَمر کی وضاحت کر دی کہ حضور نبی اکرم ﷺ اُمتیوں کی طرف سے پیش کیا جانے والا درود و سلام خود سنتے ہیں اور اُمتی کی آواز خود حضور نبی اکرم ﷺ تک پہنچتی ہے، کسی پہنچانے والے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر (معاذ اللہ) حضور ﷺ کو قوتِ سماعت حاصل نہ ہوتی اور خود سننے کی بجائے فرشتے نے ہی پہنچانا ہوتا تو صحابہ کرام ﷡ کو یہ سوال کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی کہ (جس طرح حیاتِ مبارکہ میں یہ کیفیت ہے) کیا وفات کے بعد بھی یہی کیفیت رہے گی؟

۱۰۔ اَحوالِ اُمت کا علم ہونا

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اُمورِ غیبیہ کا علم عطا فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کو اپنی

(۱) ۱۔ ابن قیم نے ’جلاء الافہام (ص:۶۳، رقم: ۱۰۸)‘ میں کہا ہے کہ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔
۲۔ ہیتمی، الدر المنضود فی الصلاۃ و السلام علی صاحب المقام المحمود:۱۱۷
۳۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع:۱۵۸، ۱۵۹
۴۔ نبہانی، حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین:۷۱۳

اُمت کے جمیع اَحوال کا علم ہے، اسی لئے آپ ﷺ اپنی اُمت میں سے درود بھیجنے والے افراد کو بھی جانتے اور پہچانتے ہیں۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من صلی علیّ فی یوم جمعة و لیلة جمعة مائة من الصلوة، قضی اللہ له مائة حاجة: سبعین من حوائج الآخرة و ثلاثین من حوائج الدنیا، وکل اللہ بذالک ملکا یدخله علی قبری کما تدخل علیکم الهدایا، إن علمی بعد موتی کعِلمی فی الحیاة۔(۱)

''جو آدمی مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات سو بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے، جس میں سے ستر آخرت میں اور تیس دُنیا میں (پوری ہوتی ہیں)۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے، وہ فرشتہ اس درود کو میری قبر پر اس طرح پیش کرتا ہے جیسے تمہیں ہدیے پیش کئے جاتے ہیں۔ بیشک میرا علم میری موت کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسے میرا علم (میری ظاہری) زندگی میں ہے۔''

اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کا علم آج بھی بالکل اُسی طرح ہے جس طرح کہ ظاہری حیاتِ مبارکہ میں تھا اور علم حیات کے بغیر ممکن نہیں۔ اس کی تائید 'حیاتی خیر لکم و موتی خیر لکم (میری حیات بھی تمہارے لئے خیر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے خیر ہے)' والی روایت سے ہوتی ہے جن میں اُمت کے اعمال حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کئے جانے کا ذکر ہے۔(۲)

۲۔ افضل الرسل احمدِ مجتبیٰ حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو نہ صرف اُمت کے

---

(۱) سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۲۸۰

(۲) یہ روایات ہم اسی باب میں 'حیات و وِصال کا اُمت کیلئے موجبِ خیر ہونا' کے موضوع کے تحت بالتفصیل ذکر کر چکے ہیں۔

احوالِ پریشاں کا علم ہے بلکہ آپ ﷺ اُنہیں دیکھتے بھی ہیں، جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كنتُ أدخل بيتي الذي فيه رسول الله ﷺ و أبي واضع ثوبي، فأقول: إنما هو زوجي و أبي، فلما دفن عمر معهما، فو الله! ما دخلت إلا و أنا مشدودة علي ثيابي حياء من عمر۔(۱)

’’میں اپنے حجرے میں داخل ہوتی تھی جس میں نبی اکرم ﷺ اور میرے والد مدفون تھے تو پردے کا اہتمام نہ کرتی تھی اور کہتی تھی: یہ میرے خاوند اور (دوسرے) میرے والد ہیں، مگر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ دفن کیا گیا تو خدا کی قسم اس کے بعد میں عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کے سبب پردے کا اہتمام کرتی ہوں۔‘‘

ہیثمی کا کہنا ہے کہ اسے احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے رِجال صحیح ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اِس بیان سے کہ جب تک حضور نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدفون تھے، میں بلا حجاب داخل ہو جاتی تھی؛ مگر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وہاں تدفین ہوئی تو اُن کے غیر محرم ہونے کی بناء پر پردے کا اہتمام فرمایا۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بعد اَز وصال روضۂ مبارک پر آنے والے زائرین کو دیکھتے ہیں۔ جب خلیفۂ رسول بعد اَز وفات زائرین کو پہنچاننے کی اِستعداد رکھتے ہیں تو حضور ختمی مرتبت ﷺ تو بدرجہ اولیٰ اِس اِستعداد کے مالک ہیں۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ زیارت کرنے والی ذات کوئی معمولی ہستی نہیں بلکہ اُم المؤمنین

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۲۰۲
۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۶۱، رقم: ۴۴۰۲
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۶
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۹: ۳۷
۵۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۴: ۶۰۷

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔(۱)

۱۱۔ درود بھیجنے والوں کے نام و نسب کا علم ہونا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صلی علیّ فی یوم الجمعة و لیلة الجمعة، قضی اللہ له مائة حاجة: سبعین من حوائج الآخرة و ثلاثین من حوائج الدنیا، ثم یوکل اللہ بذالک ملکًا یدخله فی قبری کما یدخل علیکم الهدایا، یخبرنی من صلی علیّ باسمه و نسبه إلی عشیرته، فأثبته عندی فی صحیفة بیضاء۔(۲)

''جو شخص مجھ پر جمعہ کے روز اور جمعہ کی رات درود پڑھے اللہ اُس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے، ستر آخرت کی اور تیس دُنیا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو کہ میری قبر میں درود اس طرح پیش کرتا ہے جس طرح تمہیں ہدیے پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ مجھے اس آدمی کے نام اور نسب کی اس کے خاندان سمیت خبر دیتا ہے، پس میں اُسے اپنے پاس سفید صحیفے میں ثبت (ریکارڈ) کر لیتا ہوں۔''

(۱) اس موضوع پر مزید تفصیل اور واقعات جاننے کے لئے ہماری کتاب 'عقیدۂ توسل' کے باب پنجم، فصل سوُم کا مطالعہ خالی اَز اِفادہ نہ ہوگا۔

(۲) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳:۱۱۱، رقم:۳۰۳۵

۲۔ فیروز آبادی، الصلات و البشر فی الصلاۃ علی خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۷۷

۳۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۵:۲۱۹

۴۔ زرقانی، شرح المواهب اللدنیہ، ۷:۳۷۲

۵۔ سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۱۵۶

۱۲۔ روضۂ اقدس پر ستر ہزار ملائکہ کی حاضری

حضور ﷺ کے روضۂ اقدس کا آج بھی ملائکہ قطار اندر قطار طواف کرتے ہیں۔ وہ باجماعت اُتر کر آقا علیہ السلام کے دربارِ رحمت آثار میں اِحترام و عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں اور اَنوار و تجلیات کی چادر سے ہر چیز ڈھانپ دیتے ہیں۔

نبیہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو اِثنائے گفتگو ذِکرِ رسول ﷺ چھڑ گیا۔ اِس دوران میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا:

ما من فجر يطلع إلا نزل سبعون ألفا من الملائكة حتى يحفوا بالقبر، يضربون بأجنحتهم و يصلون على النبي ﷺ حتى إذا أمسوا عرجوا، و هبط سبعون ألف ملك يحفون بالقبر و يضربون بأجنحتهم و يصلون على النبي ﷺ سبعون ألفا بالليل و سبعون ألفا بالنهار۔ و حتى إذا انشقت عنه الأرض خرج في سبعين ألفا من الملائكة يوقرونه ﷺ۔(۱)

---

(۱) ۱۔ قرطبی، التذکرہ فی اُمور اَحوال الموتیٰ و اُمور الآخرہ: ۲۱۳، ۲۱۴، باب فی بعث النبی ﷺ من قبرہ

۲۔ دارمی نے 'السنن (۱: ۵۷، رقم: ۹۴)' میں اِسے مختصراً ذکر کیا ہے۔

۳۔ نجاد، الرد علی من یقول القرآن المخلوق: ۶۳، رقم: ۸۹

۴۔ ابن حبان، العظمہ، ۳: ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، رقم: ۵۳۷

۵۔ ابن اسحاق ازدی، فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ: ۹۲، رقم: ۱۰۱

۶۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۴۹۲، ۴۹۳، رقم: ۴۱۷۰

۷۔ ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، ۵: ۳۹۰

۸۔ ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ: ۸۳۳، رقم: ۱۵۷۸

۹۔ ابن قیم، جلاء الافہام: ۶۸، رقم: ۱۲۹

←

’’ہر روز صبح سویرے ستر ہزار فرشتے (آسمان سے زمین پر) اُترتے ہیں، یہاں تک کہ قبرِ انور کو (اپنے پروں سے) ڈھانپ لیتے ہیں، وہ اپنے پَر (تبرّکاً اُس سے) مَس کرتے اور حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے تو وہ (آسمان کی طرف) لوٹ جاتے ہیں اور پھر (اُسی طرح دوسرے) ستر ہزار فرشتے قبرِ انور کو (اپنے پروں سے) ڈھانپ لیتے ہیں اور اپنے پَر (تبرّکاً) اُس سے مس کرتے ہیں، اور ستر ہزار فرشتے رات کو اور ستر ہزار فرشتے دن کو حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اور یہاں تک کہ جب (روزِ محشر) آپ ﷺ (کی قبرِ انور) کی زمین شق ہو جائے گی تو آپ ﷺ (ایسے) ستر ہزار فرشتوں کے جُھرمٹ میں (وہاں سے) جلوہ افروز ہوں گے جو آپ ﷺ کی (عظمت و) توقیر کے ڈنکے بجا رہے ہوں گے۔‘‘

یہی روایت اِن الفاظ کے ساتھ بھی منقول ہے:

ما من فجر يطلع إلا هبط سبعون ألف ملک يضربون القبر بأجنحتهم و يحفون به فيستغفرون له، و أحسبه قال: و يصلون عليه حتى يمسوا فإذا أمسوا عرجوا و هبط سبعون ألف ملک، يضربون القبر بأجنحتهم و يحفون به و يستغفرون له، و أحسبه قال: و يصلون عليه حتى يصبحوا، و كذالک حتى تكون الساعة، فإذا كان يوم القيامة خرج النبی ﷺ فی سبعين ألف ملک۔ (۱)

...... ۱۰۔ سمہودی، وفاء الوفاء، ۲: ۵۵۹

۱۱۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۴: ۶۲۵

۱۲۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۱۲: ۲۸۳، ۲۸۴

(۱) ۱۔ ابن مبارک، الزہد: ۵۵۸، رقم: ۱۶۰۰

۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۲۱۷

۳۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۱۲: ۴۵۲، ۴۵۳

’’ہر روز صبح سویرے ستر ہزار ملائکہ (آسمان سے زمین پر) اُترتے ہیں، وہ اپنے پَر (تبرکاً آپ ﷺ کی) قبرِ انور سے مس کرتے اور اُسے ڈھانپ لیتے ہین، پھر آپ ﷺ (کی اُمت) کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور میرا خیال ہے کہ راوی نے یہ کہا کہ وہ آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں یہاں تک کہ اُنہیں (اِسی حالت میں) شام ہو جاتی ہے اور جب شام ہوتی ہے تو وہ (آسمان کی طرف) لوٹ جاتے ہیں اور پھر (اُسی طرح دوسرے) ستر ہزار ملائکہ اُتر آتے ہیں، جو اپنے پَر (تبرکاً آپ ﷺ کی) قبرِ انور سے مس کرتے اور اُسے ڈھانپ لیتے ہیں، اور آپ ﷺ کے لئے بلندئ درجات کی دُعا کرتے ہیں، اور میرا خیال ہے کہ راوی نے یہ کہا کہ وہ آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، یہاں تک کہ (اِسی حالت میں) صبح کرتے ہیں اور اِسی طرح قیامت تک (ملائکہ کی جماعتوں کا یہ سلسلہ) جاری رہے گا، پھر جب قیامت کا دن آئے گا تو حضور ﷺ ستر ہزار ملائکہ کے جلو میں (قبرِ انور سے) باہر تشریف لائیں گے۔‘‘

رِوایاتِ مذکورہ کے ایک ایک لفظ میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے ہزاروں گھر ہائے تابان دمک رہے ہیں، عشقِ رسول ﷺ کی قندیلیں روشن ہیں اور یہ خصوصیت صرف آپ ﷺ ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

۱۳۔ قبر میں ذریعۂ نجات ...... پہچانِ مصطفیٰ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی معیارِ ایمان اور ذریعۂ نجات ہے۔ آپ ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنی اُمتِ دعوت و اِجابت کے ہر وفات پانے والے فرد کو قبر میں اپنی زیارت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ اور اُس سے ایمان کی پرکھ کے لئے آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے متعلق فیصلہ کن سوال کیا جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

بندے کو جب اُس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی اُسے دفنا کر واپس جا رہے ہوتے ہیں اور ابھی وہ اُن کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے کہ دو فرشتے اُس کے پاس آ کر اُسے بٹھاتے ہیں اور سوالات پوچھنا شروع کرتے ہیں۔ پہلا سوال یہ کیا جاتا ہے:

مَن رَبُّکَ؟

’’تیرا رب کون ہے؟‘‘

دوسرا سوال کیا جاتا ہے:

وَ مَا دِیُنکَ؟

’’اور تیرا دین کیا ہے۔‘‘

اِس کے بعد اُس کے جنتی یا جہنمی ٹھہرائے جانے کے لئے تیسرا اور فیصلہ کن سوال یہ پوچھا جاتا ہے:

ما کُنتَ تقولُ فی هٰذا الرجلِ محمد ﷺ؟

’’تم اس ہستی (یعنی) محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے؟‘‘

وہ شخص کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ﷺ ہیں۔ اس پر اُسے کہا جائے گا کہ تو جہنم کو دیکھ لے، یہ تیرا ٹھکانہ ہوتا اگر تو اس ہستی کو نہ پہچان پاتا۔ لیکن تجھے انہیں پہچان لینے کے صِلہ (میں) اللہ تعالیٰ نے جنت میں ٹھکانہ دیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر مرنے والے کو دونوں (ٹھکانے) دکھائے جاتے ہیں۔ اگر مرنے والا کافر یا منافق ہو تو وہ کہتا ہے کہ میں (انہیں) نہیں جانتا، میں (ان کے متعلق) وہی کچھ کہا کرتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ اس پر اُسے کہا جائے گا! تو نے اِنہیں جانا نہ سمجھا (اور پھر) اُسے لوہے کے ہتھوڑے سے کانوں کے درمیان (یعنی سر پر) مارا جائے گا جس کی آواز نزدیک والے سب سنیں گے، سوائے جنوں اور انسانوں کے۔(۱)

(۱) ا۔ بخاری، الصحیح، ۱:۴۴۹، ۴۶۲، ۴۶۳، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۷۳، ۱۳۰۸

←

خلاصۂ کلام

حضور نبی اکرم رحمت للعالمین ﷺ اپنی اُمت کی بہت زیادہ بھلائی چاہنے والے ہیں۔ اس اُمت پر آپ ﷺ کی ہونے والی شفقتوں کا یہ عالم ہے کہ آپ ﷺ اس ظاہری دُنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی ہر لحظہ اپنی اُمت کی فکر میں رہتے ہیں، ان کے اچھے اعمال پر شکرِ خدا بجا لاتے ہیں اور برے اعمال پر ان کی بخشش طلب کرتے ہیں۔ اُمتی سلام کرے تو جواب عطا فرماتے ہیں اور صرف یہی نہیں بعض خواص الخاص اُمتیوں کو جواب سنا بھی دیا جاتا ہے۔ بعض خوش نصیب اُمتیوں کو اس دُنیا میں تاجدارِ کائنات ﷺ اپنے دیدار سے بھی نوازتے ہیں اور جو اس نعمتِ دیدار سے اپنی زندگی میں محروم رہ جائیں ...... خواہ اُمتِ دعوت میں سے ہوں یا اُمتِ اِجابت میں سے ...... اُنہیں برزخی زندگی کے آغاز میں ہی یہ نعمت عطا کر دی جاتی ہے۔ وہ خوش بخت جو دُنیاوی زندگی میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی محبت کا راگ الاپتے اور دم بھرتے رہے، وہ برزخی زندگی میں بھی فوراً آپ ﷺ کو پہچان لیں گے، اور وہ جو اِس دُنیا میں اپنے دل میں عشقِ سرکار ﷺ کی شمع نہ جلا سکے، اور

...... ۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واہلہا، رقم: ۲۸۷۰

۳۔ ابوداوٗد، السنن، ۴: ۲۵۲، کتاب السنہ، رقم: ۴۷۵۱

۴۔ نسائی، السنن، ۴: ۳۷، ۴۷، کتاب الجنائز، رقم: ۲۰۵۰، ۲۰۵۱

۵۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۳۷۰، ابواب الجنائز، رقم: ۱۰۷۱

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۲۶، ۲۳۳

۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۳۸۶، ۳۹۰، رقم: ۳۱۱۷، ۳۱۲۰

۸۔ آجری، الشریعہ: ۳۶۵، ۳۶۶

۹۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۴: ۸۰

۱۰۔ بغوی، شرح السنہ، ۵: ۴۱۵، رقم: ۱۵۲۲

۱۱۔ خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، ۱: ۸۲، ۸۳، کتاب الایمان، رقم: ۱۲۶

۱۲۔ ہیثمی، موارد الظمآن: ۱۹۷، رقم: ۷۸۰

اُنہوں نے آقا ﷺ کے دین کی پیروی اور نصرت کی نہ آقا ﷺ کی اُمت کے زوال پر ان کا دل پسیجا اُنہیں فکرمند ہونا چاہیے کہ اپنی اس بدنصیبی کی وجہ سے وہ برزخی زندگی میں حبیبِ خدا ﷺ کی زیارت سے بہرہ ور ہو کر بھی آپ ﷺ کو پہچان نہ سکیں گے۔ گویا پہلے دونوں سوالوں کا درست جواب دینے کے باوُجود آپ ﷺ کو پہچاننے کے متعلق جو فیصلہ کن سوال کیا جائے گا اُس سوال کے دُرست جواب میں ہی پروانۂ جنت کا اِجراء ہو گا۔

باب سوُم

اُخروِی خصائص

فصل اَوّل

قیامت میں ظاہر ہونے والے خصائص

حضور ﷺ حبیبِ کبریاء ہیں، دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کی بے مثال شانِ محبوبیت کے کما حقہ ادراک سے ہماری محدود اور ناقص عقلِ عاجز اور قاصر ہے۔ حیات دنیوی میں آپ ﷺ کو جو خصائص و کمالات عطا کیے گئے ان میں سے چند ایک کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ روز قیامت رب ذوالجلال نے آپ ﷺ کو جس عظیم مقام پر فائز کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور حیاتِ اخروی میں جو خصائص و امتیازات آپ ﷺ کو حاصل ہوں گے۔ کتبِ احادیث میں ان کا مفصل ایمان افروز بیان موجود ہے، ان خصائص میں سے کچھ وہ ہیں جن کا ظہور عرصۂ قیامت میں ہوگا اور کچھ وہ ہیں جو جنت میں ظاہر ہوں گے۔

روزِ قیامت حضور ﷺ ہی انبیاء کرام علیھم السلام کے امام اور تمام نوعِ انسانی کے قائد ہوں گے۔ آپ ﷺ فرشتوں کے جلو میں براق پر سوار ہوں گے، حمد الٰہی کا پرچم آپ ﷺ کے دست رحمت میں ہوگا اور اولین و آخرین اس کے سائے میں صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ آپ ﷺ لباس فاخرہ زیبِ تن کئے عرش پر اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب جلوہ افروز ہوں گے۔ تمام امتیں اللہ کے حضور آپ ﷺ کی سفارش کی خواستگار ہوں گی۔ آپ ﷺ کو شفاعتِ کبریٰ کا اختیار دیا جائے گا، آپ ﷺ اپنی گنہگار امت کی شفاعت فرمائیں گے۔ آپ ﷺ کو جنت کی کنجیاں عطا کی جائیں گی، آپ ﷺ جنت کا افتتاح فرمائیں گے، آپ ﷺ کو حوض کوثر عطا کیا جائے گا، پیاسوں کو کوثر کے جام آپ ﷺ ہی کے واسطے سے پلائے جائیں گے اور دوسرے انبیاء کرام علیھم السلام کے مقابلے میں آپ ﷺ کی امت کی کثیر تعداد جنت میں داخل ہوگی۔

حضور ﷺ کے اخروی خصائص کو بیان کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے اخروی خصائص خود بیان فرمائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ألا و أنا حبيب الله و لا فخر، و أنا حامل لواء الحمد ولا فخر، و أنا أول شافع و أول مشفع يوم القيامة ولا فخر، و أنا أول من يحرک حلق الجنة فيفتح الله لی، فيدخلنيها و معی فقراء المؤمنين و لا فخر، و أنا أکرم الأولين و الآخرين ولا فخر۔(۱)

’’خبردار! اور میں اللہ کا حبیب ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میں لواءِ حمد کا اٹھانے والا ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میں روزِ محشر سب سے پہلا شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا جانے والا ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میں ہی سب سے پہلے جنت کی کنڈی کھٹکھٹاؤں گا۔ پس اللہ تعالیٰ اسے میرے لئے کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا درآنحالیکہ میرے ساتھ غریب مسلمان ہوں گے اور کوئی فخر نہیں اور میں اولین و آخرین سے زیادہ بزرگی والا ہوں اور کوئی فخر نہیں۔‘‘

میدانِ قیامت میں ظاہر ہونے والے خصائص و امتیازات حسب ذیل ہوں گے:

۱۔ قبرِ انور سے اٹھنے میں اَوّلیّت

حضور رحمتِ عالم ﷺ کے اُخروی خصائص میں سے ہے کہ روزِ محشر اولادِ آدم میں سے سب سے پہلے آپ ﷺ کی قبرِ انور شق ہوگی اور آپ ﷺ سب انسانوں سے پہلے قبرِ انور سے باہر تشریف لائیں گے۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أنا أوّل الناس خروجا إذا بعثوا۔(۲)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۸۷، کتاب المناقب، رقم:۳۶۱۶
۲۔ دارمی، السنن، ۱:۳۹، رقم:۴۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۸۵، کتاب المناقب، رقم:۳۶۱۰
۲۔ دارمی، السنن، ۱:۳۹
۳۔ ابویعلی، المعجم، ۱:۱۴۷، رقم: ۱۶۰

’’جب لوگوں کو قبروں سے اُٹھایا جائے گا تو سب سے پہلے میں (قبرِ انور سے) باہر آؤں گا۔‘‘

۲۔ حدیثِ مذکورہ درج ذیل الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے:

۱۔ أنا أوّل من تنشق عنه الأرض ولا فخر۔ (۱)

’’میں سب پہلا (انسان) ہوں گا جس کے (باہر نکلنے کے) لیے (قبر کی) زمین شق ہو گی اور اِس (اولیت) پر مجھے کوئی فخر نہیں۔‘‘

۲۔ إنی لأوّل الناس تنشق الأرض عن جمجمتی یوم القیامة و لا فخر۔ (۲)

...... ۴۔ قاضی عیاض، الشفا، ۱: ۱۲۷

۵۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۵: ۴۸۴

۶۔ بغوی، شرح السنہ، ۱۳: ۲۰۳، رقم: ۳۶۲۴

۷۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۳۷۷

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۳۰۸، کتاب تفسیر القرآن، رقم: ۳۱۴۸

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۸۷، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۱۵

۳۔ ابوداود، السنن، ۴: ۲۱۸، کتاب السنہ، رقم: ۴۶۷۳

۴۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۴۴۰، کتاب الزہد، رقم: ۴۳۰۸

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۸۱، رقم: ۲۵۴۶

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۹۵، رقم: ۲۶۹۲

۷۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۲۷۲، رقم: ۳۶۰۱۳

۸۔ ابویعلی، المسند، ۷: ۲۸۱، رقم: ۴۳۰۵

۹۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۲: ۱۶۶، رقم: ۱۲۷۷۷

۱۰۔ ابویعلی، المسند، ۴: ۲۱۵، رقم: ۲۳۲۸

(۲) ۱۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۴۰۱، رقم: ۷۶۹۰

۲۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۱، رقم: ۵۲

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۴۴، رقم: ۱۲۴۹۱

۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۸۱

”قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے پہلے میری قبر (مبارک) کھلے گی اور (مجھے اِس پر) فخر نہیں۔“

۲۔ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں ظہورِ قدسی

حضور ﷺ کو یہ شان عطا کی گئی ہے کہ آپ ﷺ قیامت کے دن ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں اپنی قبر انور سے میدان حشر میں تشریف لائیں گے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں :

إذا انشقت عنه الأرض خرج فی سبعین ألفاً من الملائکة، یزفونه۔(۱)

”قیامت کے دن جب حضور ﷺ کے لئے زمین (قبر انور) شق ہوگی تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں باہر تشریف لائیں گے۔“

۳۔ براق پر سواری

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے اخروی خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ میدانِ حشر میں تشریف لائیں گے تو براق پر سوار ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تبعث الأنبیاء یوم القیامة علی الدواب لیوافوا بالمؤمنین من قومهم المحشر، و یبعث صالح علی ناقته، وأبعث علی البراق۔(۲)

---

(۱) ۱۔ دارمی، السنن، ۱: ۵۷، رقم: ۹۴

۲۔ ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفی: ۸۳۳

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۲۱۷

۴۔ قسطلانی، المواهب اللدنیہ، ۳: ۴۳۷، ۴۳۸

۵۔ صالحی، سبل الهدیٰ والرشاد، ۱۲: ۴۵۲

(۲) ۱۔ حاکم، مستدرک، ۳: ۱۶۶، رقم: ۴۷۲۷

←

’’تمام انبیاء علیھم السلام کو محشر میں اپنی قوم کے مومن افراد تک جانے کے لیے (عام) جانوروں کی سواریوں پر سوار کیا جائے گا اور حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی اونٹنی پر اٹھایا جائے گا اور مجھے براق پر سوار کر کے لے جایا جائے گا۔‘‘

۴۔ تمام نوعِ انسانی کی قیادت

حضور ﷺ کو یہ اخروی امتیاز حاصل ہے کہ آپ ﷺ روزِ محشر حضور ﷺ تمام بنی نوع انسان کی قیادت فرمائیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

و أنا قائدهم إذا وفدوا۔ (۱)

’’اور میں اس دن تمام لوگوں کا قائد ہوں گا جب وہ جمع ہوں گے۔‘‘

۵۔ تمام اولادِ آدم کی سرداری

حضور ﷺ کو اس امتیازی شان سے نوازا گیا ہے کہ آپ ﷺ اولادِ آدم کے اس دُنیا میں بھی سردار ہیں، اور روزِ حشر بھی اولادِ آدم کی سرداری کی خلعت آپ ﷺ ہی کو عطا ہو گی۔

...... ۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۳: ۴۳، رقم: ۲۶۲۹
۳۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۲: ۲۵۵، رقم: ۱۱۲۲
۴۔ دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۵: ۴۶۹
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۳۳
۶۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۳: ۴۳۷
۷۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۱۲: ۴۵۳

(۱) ۱۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۹، رقم: ۴۸
۲۔ ابو یعلی، المعجم، ۱: ۱۴۷، رقم: ۱۶۰
۳۔ دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۱: ۴۷، رقم: ۱۱۷
۴۔ خلال، السنہ، ۱: ۲۰۸، رقم: ۳۳۵

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أنا سيد ولد آدم يوم القيامة۔(۱)

”روزِ محشر میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔“

۶۔ لواءِ حمد کے علم بردار

حضور نبی اکرم ﷺ کے اخروی خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ قیامت کے دن لواءِ حمد تھامے ہوں گے اور تمام انبیاء و رسل کی امتیں اس کے سائے تلے جمع ہوں گی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بيدي لواء الحمد ولا فخر۔(۲)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۷۸۲، کتاب الفضائل، رقم: ۲۲۷۸
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۳۰۸، کتاب تفسیر القرآن، رقم: ۳۱۴۸
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۸۷، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۱۵
۴۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۲۱۸، کتاب السنہ، رقم: ۴۶۷۳
۵۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۴۴۰، کتاب الزہد، رقم: ۴۳۰۸
۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۵۴۰، رقم: ۱۰۹۸۵
۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲، رقم: ۱۱۰۰۰
۸۔ ابویعلی، المسند، ۱۳، ۴۸۰، رقم: ۷۴۹۳
۹۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۱۷، رقم: ۳۱۷۲۸

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۳۰۸، کتاب تفسیر القرآن، رقم: ۳۱۴۸
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۸۵، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۱۰
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۸۷، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۱۵
۴۔ ابنِ ماجہ، السنن، ۲: ۱۴۴۰، کتاب الزہد، رقم: ۴۳۰۸
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۸۱، رقم: ۲۵۴۶
۶۔ ابویعلی، المسند، ۴: ۲۱۵، رقم: ۲۳۲۸
۷۔ ابویعلی، المسند، ۱۳: ۴۸۰، رقم: ۷۴۹۳

''قیامت کے دن حمدِ الٰہی کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا، میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔''

۷۔ جملہ اُمم حضور ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہوں گی

تمام مجمع خلائق میدانِ حشر میں حضور ﷺ کی شفاعت کا تمنائی ہوگا۔ اس وقت لوائے حمد آپ ﷺ نے اپنے دستِ اقدس میں تھاما ہوگا اور جملہ انبیاء کرام کے جلو میں ان کی امتیں امیدوارِ کرم بنی اس حمد کے جھنڈے تلے کھڑی ہوں گی۔

۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ما من أحد إلا هو تحت لوائی یوم القیامة ینتظر الفرج۔(۱)

''روزِ محشر ہر شخص میرے جھنڈے (کی چھاؤں) تلے کشادگی کا منتظر ہوگا۔''

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

وما من نبی یومئذ آدم فمن سواه إلا تحت لوائی۔(۲)

''حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام میرے پرچم تلے ہوں گے۔''

احمد بن حنبل کے الفاظ یہ ہیں:

آدم فمن دونه تحت لوائی ولا فخر۔(۳)

''حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ ہر نبی میرے جھنڈے تلے ہوگا اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہہ رہا۔''

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۸۳، رقم: ۸۲
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۷۶

(۲) ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۸۷، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۱۵

(۳) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۸۱، رقم: ۲۵۴۶
۲۔ ابو یعلی، المسند، ۴: ۲۱۵، رقم: ۲۳۲۸
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۷۲
۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۸۱ رقم: ۱۴۸۸

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

۸۔ بارگاہِ ایزدی میں سجدہ کی سب سے پہلے اجازت

روزِ قیامت بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہونے کی اجازت سب سے پہلے حضور نبی مکرم ﷺ کو ملے گی جس کی وجہ سے اہلِ محشر انتظار کی تکلیف سے نجات پائیں گے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أنا أوّل من يؤذن له بالسجود يوم القيامة۔ (۱)

''قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے ہی سجدے کی اجازت ہوگی۔''

اور سب سے پہلے سجدے سے سر اٹھانے کی اجازت بھی آپ ﷺ کو دی جائے گی۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أنا أوّل من يؤذن له أن يرفع رأسه۔ (۲)

''سب سے پہلے مجھے ہی (سجدہ سے) سر اُٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔''

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۹۹، رقم: ۲۱۷۸۵
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۱۷، رقم: ۲۸۴۵
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱: ۲۲۵
۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۳۹۲
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۱۲: ۴۵۷

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۹۹
۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۵۲۰، رقم: ۳۷۸۴
۳۔ بیہقی، شعب الایمان ۳: ۱۷، رقم: ۲۷۴۵
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱: ۲۲۵
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۴۴
۶۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۳۹۲

۹۔ انبیاء علیہم السلام کے امام اور خطیب

قیامت کے دن حضور ﷺ ہی تمام انبیاء کے امام خطیب اور انہیں حق شفاعت دلانے والے ہوں گے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

إذا کان یوم القیامة، کنت إمام النبیّین و خطیبهم۔(۱)

’’روزِ محشر میں سب نبیوں کا امام اور خطیب ہوں گا۔‘‘

۱۰۔ اہلِ محشر کے لیے نجات کی بشارت

حضور ﷺ کے اُخروی خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ شدید کرب میں مبتلا اہلِ محشر کو نجات کی خوشخبری دینے والے ہوں گے۔

آپ ﷺ کا اِرشاد ہے:

أنا مبشرهم إذا أیسوا۔(۲)

’’(روزِ محشر) میں ہی خوشخبری دوں گا جب تمام لوگ یاسیت و نا امیدی میں مبتلا ہوں گے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ترمذی، السنن، ۵:۵۸۶، کتاب المناقب، رقم:۳۶۱۳
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۱۴۴۳، کتاب الزہد، رقم: ۴۳۱۴
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۳۷، رقم:۲۱۲۸۳
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۳۸، رقم:۲۱۲۹۰
۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶:۳۰۳، رقم: ۳۱۶۴۰
۶۔ حاکم، المستدرک، ۱:۱۴۳، رقم: ۲۴۰، ۲۴۱
۷۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۸۸، رقم: ۶۹۶۹

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۸۵، کتاب المناقب، رقم :۳۶۱۰
۲۔ دارمی، السنن ۱:۳۹
۳۔ ابویعلی، المعجم، ۱:۱۴۷، رقم: ۱۶۰
۴۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۳: ۴۳۷

۱۱۔ پل صراط سے گزرنے میں اَوّلیت

حضور ﷺ کے اُخروی اعزازات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت کو ساتھ لے کر پل صراط سے تمام انبیاء واُمم سے پہلے گزریں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

فیُضرِب الصراط بین ظَهرَانی جهنم، فأکون أول من یجوز من الرسل بأمته۔ (۱)

’’پل صراط جہنم کے اوپر ہوگا، رسولوں میں سے سب سے پہلے میں اپنی امت کے ہمراہ اسے عبور کروں گا۔‘‘

۱۲۔ پل صراط، میزان اور حوض کوثر پر غمگسارِ اُمت

جب میدانِ حشر میں نفسانفسی کا عالم ہوگا، ہر کوئی سایۂ رحمت کی تلاش میں سرگرداں ہوگا، اولادِ آدم حضور ﷺ کے دامانِ کرم کی متلاشی ہوگی تو آپ ﷺ تین مقامات یعنی پل صراط، میزان اور حوض کوثر میں سے کسی ایک مقام پر ہوں گے، جہاں آپ ﷺ اپنی گنہگار امت کی غمگساری فرما رہے ہوں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

سألتُ النبی ﷺ أن یشفع لی یوم القیامة، فقال: أنا فاعل، قال: قلت: یا رسول الله! فأین أطلبک؟ قال: أطلبنی أول ما تطلبنی علی الصراط، قال: قلت فإن لم ألقک علی الصراط؟ فأطلبنی عند المیزان، قال: قلت: فإن لم ألقک عند المیزان؟ قال:

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۷۸، کتاب الاذان، رقم: ۷۷۳

۲۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۷۰۴، کتاب التوحید، رقم: ۷۰۰۰

۳۔ ابوعوانہ، المسند، ۱: ۱۳۹، رقم: ۴۱۹

۴۔ منذری، الترغیب والترهیب، ۴: ۲۲۰

فاطلبنی عندالحوض، فإنی لا أخطی هذه الثلاث المواطن۔(۱)

’’میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے روز قیامت اپنے لیے شفاعت کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں (شفاعت) کرنے والا ہوں۔ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے مجھے (پل) صراط پر ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کی: آقا! اگر میں وہاں آپ کو نہ مل سکا تو؟ فرمایا: میزان کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر وہاں بھی میں آپ کو نہ مل سکوں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: تو پھر مجھے حوضِ کوثر پر تلاش کرنا کیونکہ میں ان تینوں مقامات میں سے کسی ایک مقام پر ہوں گا۔‘‘

۱۳۔ مقامِ محمود کے منصب اعلیٰ پر فائز ہونا

اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اپنے حبیب ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا، اور یہ عظیم مقام صرف آپ ﷺ کو عطا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا وعدہ فرمایا ہے:

عَسٰی اَن یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا○(۲)

’’یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود (یعنی وہ مقامِ شفاعتِ عظمیٰ جہاں جملہ اولین و آخریں آپ کی طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں گے) پر فائز فرمائے گا○‘‘

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۶۲۱، کتاب صفة القیامہ، رقم: ۲۴۳۳

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۷۸، رقم: ۱۲۸۴۸

۳۔ مقدسی، الأحادیث المختارۃ، ۷: ۲۴۸، رقم: ۲۶۹۳

۴۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۴۵۳

۵۔ عسقلانی، فتح الباری، ۸: ۴۲۶

(۲) القرآن، بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۹

۱۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

یبعث الناس یوم القیامة فأکون أنا و أمتی علی تل و یکسونی ربی تبارک و تعالٰی حلة خضراء، ثم یؤذن لی، فاقول: ماشاء اللہ! أن أقول فذاک المقام المحمود۔ (۱)

’’روزِ قیامت لوگوں کو اٹھایا جائے گا، میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوں گے، مجھے میرا پروردگار سبز پوشاک پہنائے گا، پھر مجھے اذنِ کلام ملے گا، پس میں جو اللہ چاہے گا (اس کی بارگاہ میں) عرض کروں گا، پس یہی مقام محمود ہے۔‘‘

۲۔ مقام محمود کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان الناس یصیرون یوم القیامة جثاً کل أمةٍ تتبع نبیھا، یقولون: یا فلان! اشفع، یا فلان! اشفع، حتی تنتھی الشفاعة إلی النبی ﷺ فذلک یوم یبعثه اللہ المقام المحمود۔ (۲)

’’قیامت کے دن لوگ مارے مارے پھر رہے ہوں گے، ہر اُمت کو اپنے نبی کی تلاش ہوگی، وہ کہہ رہے ہوں گے: اے فلاں! آپ ہماری شفاعت کیجئے، اے فلاں! آپ ہماری شفاعت کیجئے، یہاں تک کہ انجام کار شفاعت کی تلاش کی انتہا نبیٔ آخر الزماں ﷺ پر ہوگی، پس یہی وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴۵۶، رقم: ۴۵۶
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۳۹۹، رقم: ۶۴۷۹
۳۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۳۹۵، رقم: ۳۳۸۳
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۹: ۷۲، رقم: ۱۴۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۷۴۸، کتاب تفسیر القرآن، رقم: ۴۴۴۱
۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۳۸۱، رقم: ۱۱۲۹۵
۳۔ قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۱۰: ۳۰۹
۴۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳: ۵۶

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

حضور ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔‘‘

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول الله ﷺ في قوله: عَسٰی اَن یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا، وسُئِلَ عنها، قال: هي الشفاعة۔ (۱)

’’رسولِ خدا ﷺ نے اللہ رب العزت کے فرمان کے بارے میں ارشاد فرمایا: ...... یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود (یعنی وہ مقامِ شفاعتِ عظمٰی جہاں جملہ اولین و آخریں آپ کی طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں گے) پر فائز فرمائے گا۔ ...... تو اس کے متعلق آپ ﷺ سے سوال کیا گیا: آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (مقام، مقامِ) شفاعت ہے۔‘‘

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ کی تفسیر میں مروی ہے کہ:

یقعده ﷺ علی العرش۔ (۲)

’’اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔‘‘

امام ابن جوزی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ بالا قول کے ذیل میں لکھتے ہیں:

’’محمود کا کیا معنی ہے؟ اگر یہ کہا جائے کہ محمود کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا تو (محمود) وہ مقام ہے (جس پر فائز فرما کر) اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی تمام مخلوق پر رفعت (کے اظہار) کے لئے آپ ﷺ کی تعریف فرمائے گا۔‘‘ (۳)

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی فرمان خداوندی کی تفسیر میں منقول

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۳۰۳، کتاب تفسیر القرآن، رقم: ۳۱۳۷

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۴۴، رقم: ۹۷۳۳

۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۱۹، رقم: ۳۱۷۴۵

(۲) ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ: ۸۴۱، رقم: ۱۶۰۵

(۳) ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ: ۸۴۱

ہے:

إن لمحمد من ربه مقاماً لا يقومه نبيٌ مرسل و لا ملك مقرَّب، يبين الله عزّوجلّ للخلائق فضله على جميع الأولين و الآخرين۔(۱)

’’اللہ تعالیٰ کے پاس حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے لئے ایک ایسا مقام ہے کہ جس پر نہ کوئی نبی مرسل فائز ہوسکتا ہے اور نہ کوئی مقرب فرشتہ، اس مقام پر فائز فرما کر اللہ تعالیٰ ساری مخلوقات (کو دکھانے) کے لیے حضور ﷺ کی جمیع اولین و آخرین پر فضیلت کو ظاہر فرمائے گا۔‘‘

مقامِ محمود حضور ﷺ کے علاوہ کسی نبی یا رسول کو حاصل نہیں ہوگا۔

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

يقيمنى ربّ العالمين منه مقامًا لم يقمه أحد، قبلى، ولم يقمه أحدًا بعدى۔ (۲)

’’پروردگارِ عالم مجھے ایک ایسے مقام پر فائز فرمائے گا جہاں اس نے کبھی کسی اور کو فائز نہیں فرمایا، حضور ﷺ آبدیدہ ہوگئے (اور فرمایا:) اور میرے بعد اس مقام پر کسی کو فائز نہیں کیا جائے گا۔‘‘

۱۴۔ تمام اوّلین و آخرین حضور ﷺ کی مدح سرائی کریں گے

قیامت کے دن حضور ﷺ مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہوں گے اور تمام اولین و آخریں آپ ﷺ کی ثنا خوانی کریں گے:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آیتِ کریمہ ’عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ان يقيمك ربك مقاما محمودا، مقام الشفاعة محمودا،

---

(۱) ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ: ۸۴۱

(۲) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۳۸۳، رقم: ۶۴۶۵

۲۔ ابن جوزی، الوفا بأحوال المصطفیٰ: ۸۴۱، رقم: ۱۶۰۴

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

یحمدک الأوّلون و الآخرون۔ (۱)

’’آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود یعنی مقامِ شفاعت پر جلوہ افروز فرمائے گا درآنحالیکہ آپ محمود ہوں گے، اولین و آخریں آپ کی تعریف کریں گے۔‘‘

۲۔ اس مضمون کو امام خازن ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

والمقام المحمود هو مقام الشفاعة، لأنه یحمده فیه الأوّلون و الأخرون۔ (۲)

’’اور مقامِ محمود ہی مقامِ شفاعت ہے کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں اولین و آخرین حضور ﷺ کی توصیف بیان کریں گے۔‘‘

۳۔ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

یحمدک فیه الأوّلون والآخرون، و هو مقام الشفاعة۔ (۳)

’’اس مقامِ (محمود) پر اولین و آخریں (اے حبیب!) آپ کی تعریف کریں گے، اور وہ مقامِ شفاعت ہے۔‘‘

۱۵۔ شفاعت میں اوّلیت

روز قیامت سب پہلے حضور ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے اور سب سے پہلے آپ ﷺ ہی کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أنا ...... أول شافع و أول مشفع۔ (۴)

’’میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے میری

(۱) فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۲۴۰

(۲) خازن، لباب التاویل، ۳: ۱۷۵

(۳) سیوطی، جلالین، ۱: ۳۷۵، رقم: ۷۹

(۴) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۷۸۲، کتاب الفضائل، رقم: ۲۲۷۸

۲۔ ابو داؤد، ۴: ۲۱۸، کتاب السنۃ، رقم: ۴۶۷۳

۳۔ ابن ابی شیبہ، ۶: ۳۱۷، رقم: ۳۱۷۲۸

شفاعت قبول کی جائے گی۔‘‘

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أنا أول شافع و أول مشفع یوم القیامۃ و لا فخر۔(۱)

’’قیامت کے دن میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اورسب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور(میں یہ بطور) فخر نہیں (کہہ رہا)۔‘‘

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أنا اول الناس یشفع فی الجنۃ۔(۲)

’’میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت میں جانے کے لیے شفاعت کرے گا۔‘‘

۱۶۔ شفاعتِ کبریٰ کا شرفِ عظیم

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے اخروی خصائص کے باب میں شفاعتِ کبریٰ وہ امتیازی اور انفرادی خصوصیت ہے جو آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئی۔ اسے شفاعتِ عظمیٰ بھی کہتے ہیں۔

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

’’مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔‘‘

حدیث مذکورہ میں بیان کی گئی پانچ چیزوں میں سے ایک شفاعت ہے، جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۸۷، کتاب المناقب، رقم:۳۶۱۶

۲۔ ابن ماجہ نے ’السنن (۲:۱۴۴۰، کتاب الزہد، رقم:۴۳۰۸)‘ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۳۔ دارمی نے ’السنن (۱:۴۰، رقم:۴۹)‘ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱:۱۸۸، کتاب الایمان، رقم:۱۹۶

۲۔ ابویعلی، المسند، ۷:۵۱، رقم: ۳۹۶۷

۳۔ ابن مندہ، الایمان، ۲:۸۵۶، رقم: ۸۸۹

أعطیت الشفاعة۔ (۱)

”مجھے شفاعت (کرنے کا اختیار) دیا گیا ہے۔“

۲۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا:

أتانی اٰت من عند ربی فخیرنی بین أن یدخل نصف أمتی الجنة و بین الشفاعة، فاخترت الشفاعة، و ھی لمن مات لا یشرک باللہ شیئاً۔ (۲)

”میرے پاس اللہ کا پیغام آیا، پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ وہ میری آدھی امت کو جنت میں داخل کر دے یا میں شفاعت کروں، میں نے (حقِ) شفاعت اختیار کیا، اور یہ شفاعت ہر اس مسلمان کے لیے ہے جو شرک پر نہیں مرے گا۔“

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

لکل نبی دعوة مستجابة یدعو بھا، و أرید أن أختبئ دعوتی شفاعة لأمتی فی الآخرة۔ (۳)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۱۲۸، کتاب التیمم، رقم: ۳۲۸
۲۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۱۶۸، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۲۷
۳۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۷۰، کتاب المساجد، رقم: ۵۲۱

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۶۲۷، کتاب صفة القیامہ، رقم: ۲۴۴۱
۲۔ ابن ماجہ، ۲: ۱۴۴۴، رقم: ۴۳۱۷
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۳۸۸، رقم: ۶۴۷۰
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۰۴
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۳۲، رقم: ۲۲۰۷۸
۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۰، رقم: ۳۱۷۵۱
۷۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۸: ۷۲، رقم: ۱۳۳
۸۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۰: ۱۶۳، رقم: ۳۴۳

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۲۳، کتاب الدعوات، رقم: ۵۹۴۵ ←

’’ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا ہوتی ہے جو وہ کرتا ہے، پس میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے طور پر محفوظ کر لوں۔‘‘

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’قیامت کے روز لوگ دریا کی موجوں کے مانند بے قرار ہونگے تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے کہ آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجیے، وہ فرمائیں گے: میں اس کام کے لئے نہیں ہوں، تم ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ! کیونکہ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ پس وہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے، وہ فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لئے نہیں ہوں، تم حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ کیونکہ وہ کلیم اللہ ہیں۔ پس وہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی خدمت میں جائیں گے، وہ فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لئے نہیں ہوں، تم حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ کیونکہ وہ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جائیں گے، وہ فرمائیں گے میں اس کام کے لئے نہیں ہوں، تم حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔ پس وہ میرے پاس حاضر ہوں گے، میں کہوں گا کہ ہاں! یہ (شفاعت) تو میرا کام ہے۔ پس میں اپنے رب سے شفاعت کی اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی اور اللہ تعالیٰ مجھے حمد و ثنا پر مشتمل ایسے کلمات الہام فرمائے گا جو اس وقت مجھے مستحضر نہیں، جن کے ساتھ میں اس کی حمد و ثنا کروں گا۔ پس میں ان حمدیہ کلمات کے ساتھ اس کی تعریف کروں گا۔ اور اس کے حضور سجدہ ریز ہوجاؤں گا، پس (مجھے) کہا جائے گا:

يَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَکَ، وَ قُلْ يُسْمَعْ لَکَ، وَ سَلْ تُعْطَ، وَ اشْفَعْ

۲۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۷۱۸، کتاب التوحید، رقم: ۷۰۳۶

۳۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۸۸۔۱۹۰، کتاب الایمان، رقم: ۱۹۸، ۱۹۹

۴۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۸۰، کتاب الدعوات، رقم: ۳۶۰۲

۵۔ مالک، الموطا، ۱: ۲۱۲، رقم: ۴۹۴

تُشَفَّعُ۔

”اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھایئے اور کہیے کہ آپ کی سنی جائے گی، مانگیئے کہ آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے کہ آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔“

میں عرض کروں گا: ”اے میرے رب! میری اُمت، میری اُمت!“

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

اِنطَلِقْ! فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ۔

”جائیں اور جہنم سے اسے نکالیں جس کے دل میں جَو کے برابر بھی ایمان ہو“

میں جا کر یہی کروں گا پھر واپس آ کر انہی محامد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کروں گا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا:

پھر کہا جائے گا ،کہ اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری سنی جائے گی ، مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔

میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت!

پھر کہا جائے گا:

اِنطَلِقْ! فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْخَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ۔

”جائیں اور جہنم سے اسے بھی نکال لیں جس کے دل میں ذرے کے برابر یا رائی کے برابر بھی ایمان ہو۔“

پس میں جا کر ایسے ہی کروں گا، پھر واپس آ کر انہی محامد کے ساتھ اس کی حمد و ثناء بیان کروں گا اور پھر اس کے حضور سجدے میں چلا جاؤں گا۔ پھر فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور کہیے کہ آپ کی سنی جائے گی، مانگئے کہ آپ کو دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے کہ آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا : اے میرے پرور دگار! میری امت! میری امت!

پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

اِنطَلِقْ! فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ

مِنْ إِيْمَانٍ۔(۱)

’’جائیے اور اسے بھی جہنم سے نکال لیجئے جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی بہت ہی کم ایمان ہو۔‘‘

پس میں جاؤں گا اور جا کر ایسا ہی کروں گا۔ میں چوتھی دفعہ واپس لوٹوں گا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کروں گا، پھر اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پس فرمایا جائے گا: اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھایئے اور کہیئے کہ آپ کی سنی جائے گی اور مانگیئے کہ آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے کہ آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! مجھے ان کی (شفاعت کی) اجازت بھی عنایت فرما دے جنہوں نے لا إله إلا الله کہا ہے۔

پس وہ فرمائے گا:

وَ عِزَّتِي وَجَلَالِي، وَ كِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي! لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ۔(۲)

’’مجھے اپنی عزت و جلال اور کبریائی و عظمت کی قسم! میں انہیں ضرور دوزخ سے

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، ۶: ۲۷۲۷، کتاب التوحيد، رقم: ۷۰۷۲
۲۔ مسلم، الصحيح، ۱: ۱۸۳، کتاب الايمان، رقم: ۱۹۳
۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۳۳۰، رقم: ۱۱۱۳۱
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۴۴، رقم: ۱۲۴۹۱
۵۔ ابو یعلی، المسند، ۷: ۳۱۱، رقم: ۴۳۵۰
۶۔ بیہقی، شعب الإيمان، ۱: ۲۸۶، رقم: ۳۰۸

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، ۶: ۲۷۲۷، کتاب التوحيد، رقم: ۷۰۷۲
۲۔ ابو یعلی، المسند، ۷: ۳۱۲، رقم: ۴۳۵۱
۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱۰: ۴۲
۴۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۴۲
۵۔ ابن عبد البر، التمهيد، ۱۹: ۶۷
۶۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱: ۴۳۹

نکال دوں گا جنہوں نے لا إله إلا الله کہا تھا۔‘‘

مذکورہ بالا حدیث سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ اپنی گناہ گار امت پر کتنے شفیق اور مہربان ہیں۔

۵۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

للانبياء منابر من ذهب فيجلسون عليها و يبقى منبرى لا أجلس عليه أولا أقعد عليه قائما بين يدى ربي مخافة ان يبعث بى إلى الجنة و يبقى امتى من بعدى، فاقول: يا رب امتى امتى فيقول الله عز و جل: يا محمد، ما تريد أن أصنع/بامتک، فأقول: يا رب عجل حسابهم، فيدعى بهم فيحاسبون، فمنهم من يدخل الجنة برحمة الله، ومنهم من يدخل الجنة بشفاعتى، فما أزال اشفع حتى أُعطي صكاكاً برجال قد بعث بهم إلى النار، و أتي ملكا خازن النار فيقول: يا محمد ما تركت للنار لغضب ربک فى أمتک من بقية۔ (۱)

’’(محشر کے دن) تمام انبیاء کے لئے سونے کے منبر (لگے) ہوں گے، وہ ان پر جلوہ افروز ہوں گے جبکہ میرا منبر (خالی) رہے گا، میں اس پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ اپنے پروردگار کی بارگاہِ اقدس میں کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میرے بعد میری امت (بے یار و مددگار) رہ جائے۔ چنانچہ میں بارگاہِ خداوندی میں عرض پرداز ہوں گا: میری امت! میری امت! اللہ سبحانہ وتعالیٰ پوچھے گا: اے (پیارے) محمد! آپ کی مرضی کیا

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰

۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۷

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۳۱۷، رقم: ۱۰۷۷۱

۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۸۰

۵۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۲۴۱، رقم: ۵۵۱۵

ہے؟ آپ کی اُمت کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے؟ میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! ان (میری امت) کا حساب جلد فرمادے۔ پس انہیں بلایا جائے گا، ان کا حساب ہو گا ان میں سے کچھ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے اور کچھ میری شفاعت سے، یہاں تک کہ میں (اپنی امت کے) ان افراد (کی رہائی) کا پروانہ بھی حاصل کرلوں گا جنہیں دوزخ میں بھیجا جا چکا ہو گا۔ اور جہنم کا داروغہ عرض کرے گا: یا محمد (صلی اللہ علیك وسلم)! آپ نے اپنی امت میں سے کوئی بھی جہنم میں باقی نہیں رہنے دیا کہ جس پر آپ کا رب ناراض ہو۔‘‘

۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

شفاعتی لأھل الکبائر من أمتی۔ (۱)

’’میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہے۔‘‘

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اہلِ ایمان میں سے تمام گنہگار اور فاسق و فاجر شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ کے حقدار ہوں گے۔

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۶۲۵، کتاب صفۃ القیامہ، رقم: ۲۴۳۵

۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۲۳۶، کتاب السنہ، رقم: ۴۷۳۹

۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۴۴۱، کتاب الزہد، رقم: ۴۳۱۰

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۳۸۶، رقم: ۶۴۶۸

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۱۳، رقم: ۱۳۲۴۵

۶۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۱۳۹، ۱۴۰، رقم: ۲۲۸، ۲۳۰

۷۔ ابویعلی، المسند، ۶: ۴۰، رقم: ۳۲۸۴

۸۔ ابویعلی، المسند، ۷: ۱۳۹، ۱۴۷، رقم: ۴۱۰۵، ۴۱۱۵

۹۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۲۵۸، رقم: ۷۴۹

۱۷۔ روز قیامت تمام انبیاء و اُمم حضور ﷺ سے مدد طلب کریں گے

حضور ﷺ کے اخروی خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ روز محشر تمام انبیاء و امم آپ ﷺ سے مدد طلب (استغاثہ) کریں گے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس وقت کی سختی کو زائل فرمائے گا۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

استغاثوا بآدم ثم بموسی ثم بمحمد ﷺ۔ (۱)

”لوگ آدم علیہ السلام سے استغاثہ کریں گے پھر موسیٰ علیہ السلام سے اور آخر میں (تاجدار انبیاء) محمد ﷺ سے۔“

۱۸۔ حضور ﷺ کو خصوصی کلماتِ حمد کا عطا کیا جانا

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کو روزِ قیامت بارگاہِ خداوندی میں شفاعت کے لئے خصوصی حمدیہ کلمات عطا کئے جائیں گے، جیسا کہ حدیثِ شفاعت میں مذکور ہے:

ویلھمنی محامد أحمده بھا لا تحضرنی الآن، فأحمده بتلک المحامد۔ (۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۵۳۶، کتاب الزکوۃ، رقم: ۱۴۰۵

۲۔ بیہقی، شعب الإیمان، ۳: ۲۶۹، رقم: ۳۵۰۹

۳۔ ابن منده، الإیمان، ۲: ۸۵۴

۴۔ الفردوس بمأثور الخطاب، ۲: ۳۷۷، رقم: ۳۶۷۷

۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۷۱

۶۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۸: ۳۱۰

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۷۲۷، کتاب التوحید، رقم: ۷۰۷۲

۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۸۳، کتاب الایمان، رقم: ۱۹۳

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۳۵، رقم: ۹۶۲۱

←

’’(ربِ کائنات کی طرف سے) مجھے ایسے مخصوص کلماتِ حمد و ثنا عطا کئے جائیں گے جو اس وقت مجھے مستحضر نہیں، میں انہی (مخصوص) کلماتِ حمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کروں گا۔‘‘

۱۹۔ اللہ تعالیٰ خود روزِ محشر حضور ﷺ کی رضا کو مقصود ٹھہرائے گا

قرآن مجید میں اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىo (۱)

’’اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اِتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گےo‘‘

۱۔ شافعِ روزِ جزا حضور ﷺ ایک روز بارگاہِ خداوندی میں گریہ و زاری کر رہے تھے کہ ربِ کائنات نے جبریل امین علیہ السلام کو بھیج کر اس کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں بارگاہِ خداوندی میں اپنی امت کے لئے گریہ و زاری کر رہا ہوں۔ حضور ﷺ کے اس جواب پر ربِ کائنات نے فرمایا: اے جبریل! میرے حبیب سے کہہ دے:

إنّا سنرضيك في أمّتك ولا نسوءك۔ (۲)

’’ہم عنقریب آپ کو آپ کی امت کے حق میں راضی کر دیں گے اور آپ کو

......۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۳۳۰، رقم: ۱۱۱۳۱

۵۔ ابن مندہ، الاِیمان، ۲: ۸۴۱

۶۔ ابو یعلی، المسند، ۷: ۳۱۱، رقم: ۴۳۵۰

(۱) القرآن، الضحی، ۹۳: ۵

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۹۱، کتاب الاِیمان، رقم: ۲۰۲

۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۳۷۳، رقم: ۱۱۲۶۹

۳۔ ابو عوانہ، المسند، ۱: ۱۳۸، رقم: ۴۱۵

۴۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۸: ۳۶۷، رقم: ۸۸۹۴

۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۱: ۲۸۳

رنجیدہ نہ ہونے دیں گے۔‘‘

۲۔ امام خازن نے اِس آیت کے تحت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول درج کیا ہے:

هي الشفاعة في أمته حتی يرضی۔ (۱)

’’اس سے مراد حضور ﷺ کا امت کے حق میں شفاعت کرنا ہے یہاں تک کہ حضور ﷺ راضی ہو جائیں گے۔‘‘

۳۔ جب مذکورہ بالا آیت اتری تو تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

واللهِ! لا أرضی و واحد من أمتي في النّار۔ (۲)

’’اللہ کی قسم! میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوگا۔‘‘

۴۔ روزِ محشر حضور ﷺ کی شفاعت کا در کھلا ہوگا، آپ ﷺ شفاعت فرماتے جائیں گے یہاں تک کہ ارشادِ خداوندی ہوگا: محبوب! کیا تو راضی ہوگیا، آپ ﷺ جواب دیں گے:

نَعَمْ، رَضِيتُ۔ (۳)

’’جی، (میرے مولا!) میں راضی ہوگیا۔‘‘

۲۰۔ روزِ قیامت خلعتِ فاخرہ کا عطا کیا جانا

روزِ محشر جب لوگ اکٹھے ہوں گے تو وہ برہنہ ہوں گے، ان کے تن لباس سے عاری ہوں گے لیکن حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ منفرد خصوصیت حاصل ہوگی کہ اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو خلعتِ فاخرہ زیبِ تن کرایا جائے۔

(۱) خازن، لباب التأويل في معاني التنزيل، ۴: ۳۸۶

(۲) ۱۔ قرطبی، الجامع لأحكام القرآن، ۲۰: ۹۶

۲۔ محلی، سیوطی، تفسیر الجلالین، ۱: ۸۱۲

(۳) ۱۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۲: ۳۰۷، رقم: ۲۰۶۲

۲۔ ہندی، کنز العمال، ۱۴: ۶۳۷، رقم: ۳۹۷۵۸

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

یکسونی ربیّ تبارک و تعالٰی حُلّة خضراء۔ (۱)

''میرا پروردگار مجھے سبز رنگ کا لباسِ فاخرہ پہنائے گا۔''

۲۱۔ عرش پر کرسئ رحمان کے دائیں جانب حضور ﷺ کی مسند کا رکھا جانا

حضور نبی اکرم ﷺ کے اخروی خصائص میں سے آپ ﷺ کا یہ اعزاز بھی ہے کہ آپ ﷺ کی کرسی عرش پر کرسئ رحمٰن کے دائیں جانب رکھی جائے گی۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ ہیں۔

فیلقی له کرسی عن یمین اللہ عزوجل۔ (۲)

''پس اللہ عزوجل کے دائیں جانب حضور ﷺ کی کرسی رکھی جائے گی۔

حضور ﷺ انتہائی خوبصورت جنتی پوشاک زیبِ تن کیے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے عرش پر اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب قیام فرما ہوں گے اور تمام اولین و آخریں آپ ﷺ کی شانِ محبوبیت کا نظارہ کر رہے ہوں گے۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴۵۶

۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۳۹۹، رقم: ۶۴۷۹

۳۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۳۹۵، رقم: ۳۳۸۳

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۹: ۷۲، رقم: ۱۴۲

۵۔ قاضی عیاض، الشفا، ۲: ۲۹۰

(۲) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۶۲۲، رقم: ۸۶۹۸

۲۔ ابن ابی عاصم، السنہ، ۲: ۳۶۵، ۳۶۶، رقم: ۷۸۶

۳۔ عبداللہ بن مبارک نے 'الزہد (۱: ۱۱۹، رقم: ۳۹۸)' میں یہ روایت بیان کی ہے اور 'فیلقی' کی بجائے 'فیوضع' کا لفظ لکھا ہے۔

فأكسَى الحُلة من حُلل الجنة، ثم أقوم عن يمين العرش ليس أحد من الخلائق يقوم ذالک المقام غيری۔ (۱)

’’مجھے جنت کی پوشاکوں میں سے ایک پوشاک پہنائی جائے گی، پھر میں عرشِ الٰہی کے دائیں جانب اس مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے علاوہ مخلوقات میں سے کوئی ایک (فرد) بھی کھڑا نہیں ہوگا۔‘‘

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثم أوتی بکسوتی فألبسها فأقوم عن يمين العرش مقاماً لا يقومه أحد، فيغبطنی به الأولون و الآخرون۔ (۲)

’’مجھے میری پوشاک عطا کی جائے گی، میں اسے پہن لوں گا اور عرش کی دائیں جانب اس (بلند) مقام پر مسند نشین ہوں گا جہاں میرے علاوہ مخلوقات میں سے کوئی ایک (فرد) بھی مسند نشیں نہیں ہوگا، اولین و آخرین مجھ پر رشک کریں گے۔‘‘

حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کرسی کے دائیں جانب حضور ﷺ کے لئے مسند لگائی جائے گی مگر آپ ﷺ کمال عبدیت کا اِظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور ادباً قیام فرما رہیں گے۔ اس کی تائید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحيح، ۵: ۵۸۵، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۱۱
۲۔ قاضی عیاض، الشفا، ۱: ۱۲۸
۳۔ عجلونی، کشف الخفا، ۱: ۲۳۵، رقم: ۶۱۶
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۱۰: ۲۶۳

(۲) ۱۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۳: ۴۴۴
۲۔ قاضی عیاض، الشفا، ۱: ۱۳۵
۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۱: ۴۲۶
۴۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳: ۵۸

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

حدیث سے ہوتی ہے، جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

للأنبیاء منا برمن ذهب فیجلسون علیها و یبقی منبری لا أجلس علیه أو لا اقعد علیه قائما بین یدی ربی۔(۱)

''(محشر کے دن) تمام انبیاء کے لئے سونے کے منبر (لگے) ہوں گے، وہ ان پر جلوہ افروز ہوں گے جیسا کہ میرا منبر خالی رہے گا، میں اس پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ اپنے پروردگار کی بارگاہ اقدس میں کھڑا رہوں گا۔''

۲۲۔ ایک ہزار فرشتوں کا حضور ﷺ کا طواف کرنا

روزِ محشر حضور ﷺ کی شان نرالی ہوگی، ایک ہزار فرشتے آپ ﷺ کی خدمت پر مامور ہوں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

یطوف علی ألف خادم کأنهم بیض مکنون أو لؤلؤ منثور۔(۲)

''قیامت کے دن ایک ہزار خدام (فرشتے) میرے آس پاس گھوم رہے ہوں گے، ایسا معلوم ہوگا کہ وہ (گرد وغبار سے محفوظ) سفید (خوبصورت) انڈے

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۸
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۳۱۷، رقم: ۱۰۷۷۱
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۸۰
۵۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۲۴۱، رقم: ۵۵۱۵

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۲۰۱، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۱۰
۲۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۹، رقم: ۴۸
۳۔ ابویعلی، المعجم، ۱: ۱۴۷، رقم: ۱۶۰
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۲: ۱۲۶، ۳۰۵
۵۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۱: ۴۷، رقم: ۱۱۷
۶۔ بغوی، شرح السنہ، ۱۳: ۲۰۳، رقم: ۳۶۲۴

ہیں یا بکھرے ہوئے موتی ہیں۔‘‘

۲۳۔ تمام امتوں اور پیغمبروں پر گواہی

قیامت کے دن ہر نبی اپنی امت پر گواہ ہوگا جبکہ حضور ﷺ تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر گواہ ہوں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًاo (۱)

’’پھر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے حبیب) ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گےo‘‘

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَ یَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا عَلَیْهِمْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ جِئْنَا بِکَ شَهِیْدًا عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ۔(۲)

’’اور (یہ) وہ دن ہو (جب) گا ہم ہر امت میں میں انہی میں سے خود ان پر گواہ اٹھائیں گے اور (اے حبیب مکرم) ہم آپ کو ان سب (امتوں اور پیغمبروں) پر گواہ بنا کر لائیں گے۔‘‘

۲۴۔ تمام اُمتوں پر اُمتِ محمدی ﷺ کی عددی کثرت

حضور ﷺ کے اخروی خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ آخرت میں آپ ﷺ کی امت تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں سے تعداد میں زیادہ ہوگی۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا:

ما من الأنبياء نبیّ إلا أُعطِیَ ما مثله آمن عليه البشر، و إنما کان الذی أوتيته وحيًا أوحاه الله إلیّ، و أرجوا أن أکون أکثرهم تابعًا

(۱) القرآن، النساء، ۴:۴۱

(۲) القرآن، النحل، ۱۶:۸۹

يوم القيامة۔ (۱)

’’ہر نبی کو ایسی نشانیاں عطا کی گئیں جنہیں دیکھ کر لوگ ان کی نبوت پر ایمان لاتے اور مجھے جو نشانی دی گئی ہے وہ وحی الٰہی ہے، پس مجھے امید ہے کہ روزِ محشر میرے پیروکاروں کی تعداد تمام انبیاء سے زیادہ ہوگی۔‘‘

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أنا أكثر الأنبياء تبعا يوم القيامة۔ (۲)

’’روزِ محشر میرے پیروکار تمام انبیاء علیہم السلام کے پیروکاروں سے تعداد میں زیادہ ہوں گے۔‘‘

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

إني لأكثر الأنبياء تبعا يوم القيامة۔ (۳)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۹۰۵، کتاب فضائل القرآن، رقم: ۴۶۹۶
۲۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۶۵۴، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ، رقم: ۶۸۴۶
۳۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۳۴، کتاب الایمان، رقم: ۱۵۲
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۵۱، رقم: ۹۸۲۷
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۴۱، رقم: ۸۴۷۲

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۸۸، کتاب الإیمان، رقم: ۱۹۶
۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۴
۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۵، رقم: ۳۱۷۸۱
۴۔ ابو یعلی، المسند، ۷: ۴۶، رقم: ۳۹۵۹
۵۔ ابو یعلی، المسند، ۷: ۵۱، رقم: ۳۹۶۷
۶۔ ابن مندہ، الایمان، ۲: ۸۵۸، رقم: ۸۸۹
۷۔ صیداوی، معجم الشیوخ، ۱: ۱۶۴، رقم: ۱۱۰

(۳) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۴۳۸، کتاب الزہد، رقم: ۴۳۰۱
۲۔ ابن ابی شیبہ، ۶: ۳۰۹، رقم: ۳۱۶۸۱
۳۔ ابو یعلی، المسند، ۲: ۳۰۳، رقم: ۱۰۲۸
۴۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۲۸۴، رقم: ۹۰۴

”بیشک روزِ محشر میرے پیروکار تمام انبیاء علیھم السلام کے پیروکاروں سے تعداد میں زیادہ ہوں گے۔“

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

عُرِضت علی الأمم، فرأيت النبی و معه الرهيط، و النبی و معه الرجل و الرجلان، والنبی ليس معه أحد، إذ رُفِع لی سواد عظيم، فظننت أنهم أمتی، فقيل لی: هٰذا موسیٰ علیہ السلام و قومه، و لکن انظر إلی الأفق، فنظرت، فإذا سواد عظيم، فقيل لی: انظر إلی الأفق الآخر، فإذا سواد عظيم، فقيل لی: هذه أمتک و معهم سبعون ألفًا يدخلون الجنة بغير حساب۔(۱)

”(قیامت کے روز) میرے سامنے امتوں کو پیش کیا جائے گا تو میں دیکھوں گا کہ کسی نبی کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت ہے اور کوئی نبی ایسا ہوگا کہ اس کے ساتھ ایک ہی آدمی ہوگا، کوئی نبی ایسا بھی ہوگا کہ اس کے ساتھ صرف دو آدمی ہوں گے اور کسی نبی کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں ہوگا، اچانک میرے سامنے ایک عظیم جماعت لائی جائے گی تو مجھے گمان ہوگا کہ یہ میری امت ہے لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیروکار ہیں، آپ آسمان کے کنارے کی طرف نگاہ اٹھائیں۔ میں (آسمان کے کنارے کی طرف) دیکھوں گا تو لوگوں کا ایک ہجوم دکھائی دے گا۔ پھر مجھے آسمان کے دوسرے کنارے کی طرف دیکھنے کے لئے کہا جائے گا۔ وہاں بھی مجھے لوگوں کی ایک بڑی تعداد دکھائی دے گی۔ اس پر مجھ سے کہا جائے گا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان میں وہ ستر ہزار افراد بھی شامل ہیں جو کسی حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔“

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۵۷، کتاب الطب، رقم: ۵۳۷۸

۲۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۷، کتاب الطب، رقم: ۵۴۲۰

۳۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۹۹، کتاب الإیمان، رقم: ۲۲۰

۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۵۳، رقم: ۲۳۶۲۱

فصل دُوُم

جنت میں ظاہر ہونے والے خصائص

حضور ﷺ کے وہ خصائص جن کا اظہار آپ ﷺ سے خلد بریں میں ہوگا، اُن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

۱۔ جنت کی کنجیاں دستِ مصطفیٰ ﷺ میں

جس طرح دنیا میں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دیں اسی طرح آخرت میں بھی جنت کی کنجیاں آپ ﷺ کو عطا کر دی جائیں گی اور وہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہوں گی۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا:

و المفتاتيح يومئذٍ بيدي۔(۱)

”روزِ قیامت (جنت کی) کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔“

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

و إليّ مفاتيح الجنة يوم القيامة و لا فخر۔(۲)

”روزِ قیامت جنت کی کنجیاں میرے ہی ہاتھ میں ہوں گی اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔“

---

(۱) ۱۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۰، رقم: ۴۸

۲۔ خلال، السنہ، ۱: ۲۰۸

۳۔ قزوینی، التدوین فی اخبار قزوین، ۱: ۲۳۵

۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۱۰: ۳۸۶

(۲) سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۳۸۸

۲۔ جنت کا افتتاح دستِ مصطفیٰ ﷺ سے

جنت کے دروازے پر سب سے پہلے حضور ﷺ دستک دیں گے، اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے بھی آپ ﷺ ہی ہوں گے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا:

أنا أوّل من يقرع باب الجنة۔(۱)

’’سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

آتی باب الجنة يوم القيامة، فأستفتح، فيقول الخازن: من أنت؟ فأقول: محمد۔ فيقول: بک أمِرتُ لا أفتح لأحد قبلک۔(۲)

’’روزِ محشر میں جنت کے دروازے پر آکر دستک دوں گا، دربانِ جنت دریافت کرے گا: آپ کون ہیں؟ میں اسے جواب دوں گا: میں محمد ہوں، وہ کہے گا: مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے جنت کا دروازہ کسی اور کے لئے نہ کھولوں۔‘‘

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أنا أول من يحرک حلق الجنة، فيفتح اللہ لی فيدخلنيها و معی

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱:۱۸۸، کتاب الایمان، رقم:۱۹۶
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۴، رقم:۱۳
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴:۴۰۱، رقم:۶۴۸۰، ۶۴۸۰
۴۔ ابویعلیٰ، المسند، ۷:۴۹، رقم:۳۹۶۴
۵۔ ابوعوانہ، المسند، ۱:۱۰۱، ۱۰۹، رقم:۳۲۵

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱:۱۸۸، کتاب الایمان، رقم:۱۹۷
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۱۳۶
۳۔ ابوعوانہ، المسند، ۱:۱۳۸، رقم:۴۱۸
۴۔ عبد بن حمید، المسند، ۱:۳۷۹، رقم:۱۲۷۱

فقرآء المؤمنين و لا فخر۔(۱)

''سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، پس اللہ تعالیٰ میرے لیے اسے کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرما دے گا اس حال میں کہ میرے ساتھ مؤمن غرباء و مساکین ہوں گے، اور (مجھے اس پر) کوئی فخر نہیں۔''

۴۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إنّ الجنة حُرِمَت على الأنبياء كلهم حتى أدخلها و حُرِمت على الأمم حتّى تدخلها أمتى۔(۲)

''بیشک جنت تمام انبیاء پر حرام کر دی گئی ہے جب تک کہ میں جنت میں داخل نہ ہوجاؤں اور جنت دیگر تمام امتوں پر حرام ہے جب تک میری امت جنت میں داخل نہ ہوجائے۔''

۵۔ حضرت عمرو بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أنا اوّل من يدخل الجنة يوم القيامة و لا فخر۔(۳)

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۸۷، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۱۶
۲۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۵۶۰
۳۔ مناوی، فیض القدیر، ۳: ۴۴

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱: ۲۸۹، رقم: ۸۴۲
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۶۹
۳۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۳۹۶
۴۔ مناوی، فیض القدیر، ۱: ۳۹

(۳) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۴۴، رقم: ۱۴۳۹۱
۲۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۱، رقم: ۵۲
۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۸۱، رقم: ۱۴۸۹
۴۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۶: ۳۳، رقم: ۲۳۴۵
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۷: ۳۴۹

’’قیامت کے دن جنت میں داخل ہونے والا سب سے پہلا (شخص) میں ہوں گا اور (میں یہ بات بطور) فخر نہیں (کہتا)۔‘‘

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أنا أوّل مَن يَفْتَح بابَ الجنّة.(۱)

’’میں ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا۔‘‘

ابو یعلیٰ کی روایت میں ’أول من يُفتح له‘ کے الفاظ ہیں۔(۲)

۳۔ جنت کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہونا

جنت کے درجوں میں سے سب سے اعلیٰ درجہ وسیلہ ہے۔ اس پر جملہ اولین و آخرین میں سے ایک ہی ہستی کو فائز کیا جائے گا اور وہ حضور نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سلوا الله لي الوسيلة. قالوا: يا رسول الله! و ما الوسيلة؟ قال: أعلی درجة في الجنة لا ينالها إلا رجل واحد، أرجو أن أكون أنا هو.(۳)

’’حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے لئے وسیلہ کی دعا کیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

---

(۱) ۱۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۱۶۲

۲۔ قزوینی، التدوین فی اخبار قزوین، ۲: ۳۶۶

۳۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۳: ۲۳۶، رقم: ۳۸۴۲

(۲) ابو یعلیٰ، المسند، ۱۲: ۷، رقم: ۶۶۵۱

(۳) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۸۵، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۱۲

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۶۵

۳۔ عبد الرزاق، المصنف، ۲: ۲۱۶، رقم: ۳۱۲۰

۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۵، رقم: ۳۱۷۸۴

۵۔ ہناد، الزہد، ۱: ۱۱۷، رقم: ۱۴۷

نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وسیلہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں اعلیٰ درجہ جس پر صرف ایک ہی شخص فائز ہوگا (اور) میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں۔‘‘

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

سلوا الله لی الوسيلة، فانها منزلة فی الجنة لا تنبغی إلا لعبد من عباد الله، و أرجو أن أكون أنا هو، فمن سأل لی الوسيلة حلت له الشفاعة۔(۱)

’’تم اللہ سے میرے لیے وسیلہ کی دعا کرو، بے شک یہ جنت میں ایک مقام ہے جس پر اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ فائز ہو گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، پس جس نے میرے لیے وسیلے کی دعا کی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔‘‘

۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من قال حين يسمع النداء: اللهم! رب هذه الدعوة التامة و الصلوٰة القائمة، آت محمدا الوسيلة والفضيلة و ابعثه مقاما محمودا الذی وعدته، حلت له شفاعتی يوم القيامة۔ (۲)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح :۱: ۲۸۸، ۲۸۹، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۸۴
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۸۶، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۱۴
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۴: ۵۸۹، رقم: ۱۶۹۱
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۶۸، رقم: ۶۵۶۸
۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱: ۴۰۹، رقم: ۱۷۸۹

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۲۲، کتاب الأذان، رقم: ۵۸۹
۲۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۷۴۹، کتاب تفسیر القرآن، رقم: ۴۴۴۲
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱: ۴۱۳، ابواب الصلاۃ، رقم: ۲۱۱

←

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

’’جس نے اذان سننے کے بعد (یہ دعا) پڑھی: ’’اے اللہ! اس دعوتِ کامل اور (اس کے نتیجے میں) کھڑی ہونے والی نماز کے رب! (حضرت) محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقامِ محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔‘‘ پس اس کے لیے روزِ قیامت میری شفاعت حلال ہوگئی۔‘‘

۳۔ عطائے کوثر و تسنیم

حضور نبی محتشم ﷺ کو جنت الفردوس کی ایک خاص نہرِ کوثر عطا کی گئی ہے، یہ نہر میدانِ محشر میں واقع ایک حوض میں گرتی ہے جسے حوضِ کوثر کہتے ہیں، اس نہر کے جام اتنے ہیں کہ جتنے آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے، اس کے پانی کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ جو شخص اسے پی لے گا اسے کبھی پیاس نہیں ستائے گی۔

اِرشادِ ربانی ہے:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰکَ الْکَوْثَرَo (۱)

’’بیشک ہم نے آپ کو (ہر خیر و فضیلت میں) بے انتہا کثرت بخشی ہےo‘‘

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

’’ایک مرتبہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، اچانک آپ ﷺ کو اُونگھ آ گئی، پھر تبسم فرماتے ہوئے سرِ انور اوپر اٹھایا، ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کس وجہ سے تبسم فرما رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے، پھر آپ ﷺ نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اِنَّآ اَعْطَيْنَاکَ

۴۔ ابو داؤد، السنن، ۱: ۱۴۶، کتاب الصلاۃ، رقم: ۵۲۹

۵۔ نسائی، السنن، ۲: ۲۷، کتاب الأذان، رقم: ۶۸۰

۶۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۱۷، رقم: ۹۸۷۴

۷۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۲۳۹، کتاب الأذان، رقم: ۷۲۲

(۱) القرآن، الکوثر، ۱۰۸: ۱

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

الْكَوْثَرَ﴾ آخرِ سورت تک تلاوت فرمائی، جب تلاوت فرما چکے تو فرمایا: کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فإنه نهر وعدنيه ربي عزوجل و عليه خير كثير، هو حوض ترد عليه أمتي يوم القيامة، آنيته عدد الكواكب۔(۱)

’’یہ جنت میں ایک نہر ہے جس کا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور اس میں بہت زیادہ خیر ہے، وہ ایک حوض ہے جس پر روز قیامت میری امت (اپنی پیاس بجھانے کے لیے) آئے گی، اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔‘‘

کوثر کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے امام رازی ’التفسیر الکبیر (۳۲:۱۲۴)‘ میں لکھتے ہیں:

’’اس نہر کو کوثر سے اس لیے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ اس میں جنت کی دیگر نہروں کے مقابلے میں پانی اور خیر کی کثرت ہے، یا اس لیے کہ جنت کی نہریں اس سے پھوٹتی ہیں، یا اس لیے کہ اس سے پینے والے کثیر ہوں گے، یا اس لیے کہ اس میں منافع کثیر ہیں۔‘‘

احادیث مبارکہ میں کوثر کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱:۳۰۰، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۰۰

۲۔ ابو داؤد، السنن، ۱: ۲۰۸، کتاب الصلاۃ، رقم: ۷۸۴

۳۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۲۳۷، کتاب السنۃ، رقم: ۴۷۴۷

۴۔ نسائی، السنن، ۲: ۱۳۳، کتاب الافتتاح، رقم: ۹۰۴

۵۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۵۲۳، رقم: ۱۱۷۰۲

۶۔ ابوعوانہ، المسند، ۲: ۱۲۲

۷۔ بیہقی، شعب الإیمان، ۲: ۲۳۴، رقم: ۲۳۱۷

۸۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۳، رقم: ۲۲۰۸

’’میں جنت کی سیر کر رہا ہوں گا، سیر کرتے کرتے میں ایک نہر پر پہنچوں گا، اس نہر کے کناروں پر خولدار موتیوں کے گنبد ہوں گے۔ میں جبریلِ امین (علیہ السلام) سے سوال کروں گا کہ یہ کیا ہے۔ اس پر وہ عرض گزار ہوں گے:

یا رسول اللہ! هٰذا الکوثر الذی أعطاک ربّک۔(۱)

’’اے اللہ کے رسول! یہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کی ہے۔‘‘

۳۔ مذکورہ حدیث ان الفاظ سے بھی مروی ہے:

الکوثر الذی أعطاک اللہ۔(۲)

’’یہ وہ (نہرِ) کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔‘‘

۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

نهر أعطیه نبیکم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شاطئاه علیه دُرّ مجوف آنیته کعدد النجوم۔(۳)

’’کوثر ایک نہر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی جائے گی اس کے دونوں کناروں پر

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۴۰۶، کتاب الرقاق، رقم: ۶۲۱۰
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۹۱، ۲۰۷، ۲۳۱، ۲۸۹
۳۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۵: ۲۵۷، رقم: ۲۸۷۶

(۲) ۱۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۲۳۷، کتاب السنہ، رقم: ۴۷۴۸
۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۵۲۳، رقم: ۱۱۷۰۶
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۰۷، رقم: ۱۳۱۷۹
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۳۱، رقم: ۱۳۴۴۹
۵۔ ابویعلی، المسند، ۶: ۴۴۰، رقم: ۳۸۲۳
۶۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۱۵۲، رقم: ۲۶۶
۷۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۱۸۸، رقم: ۲۸۸۵

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۹۰۰، کتاب تفسیر القرآن، رقم: ۴۶۸۱
۲۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۴: ۵۵۷
۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۸: ۷۳۲

خولدار موتی ہوں گے اور نہر کے جام (آسمان کے) ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔‘‘

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے انصار کے لئے فرمایا:

فاصبروا حتی تلقونی علی الحوض۔(۱)

’’تم انتظار کرو یہاں تک کہ حوضِ (کوثر) پر تمہاری مجھ سے ملاقات ہو۔‘‘

۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أنا فرطکم علی الحوض، من ورد شرب و من شرب لم یظمأ أبدًا۔(۲)

’’میں حوض پر تمہارا منتظم ہوں گا اور تمہارا انتظار کروں گا، جو شخص حوض پر آئے گا اور اُس میں سے پی لے گا اُسے کبھی پیاس نہیں ستائے گی۔‘‘

۷۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں عرض کی: یا رسول اللہ ! حوض کوثر کے برتنوں کی تعداد کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

و الذی نفس محمد بیده لآنیته أکثر من عدد نجوم السماء و کواکبها، ألا! فی اللیلة المظلمة المصحیة، آنیة الجنة من شرب منها لم یظمأ آخر ما علیه، یشخب فیه میزابان من الجنة، من شرب منه لم یظمأ، عرضه مثل طوله، ما بین عمّان إلی أیلة ماؤه

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳:۱۳۸۱، کتاب المناقب، رقم: ۳۵۸۱
۲۔ بخاری، الصحیح، ۴:۱۵۷۴، کتاب المغازی، رقم: ۴۰۷۵
۳۔ مسلم، الصحیح، ۲:۷۳۹، کتاب الزکوة، رقم: ۱۰۶۱

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۹۳، کتاب الفضائل، رقم: ۲۲۹۰
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵:۳۳۳
۳۔ رویانی، المسند، ۲:۱۹۲، رقم: ۱۰۲۲

أشد بياضًا من اللبن وأحلی من العسل۔(۱)

’’قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے، حوضِ (کوثر) کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں اور سیاروں کی تعداد سے زیادہ ہے؛ اس رات کے ستارے جو اندھیری رات کے ستارے ہوں اور اس رات میں بادل بھی نہ ہوں، جو اس سے پی لے گا اسے کبھی پیاس نہیں ستائے گی یعنی وہ پیاسا نہیں رہے گا۔ اس حوض میں جنت کے دو پرنالے گرتے ہیں، جو اس (حوضِ کوثر) سے پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اس (حوض) کا عرض اس کے طول جتنا ہے؛ جتنا عمان سے لے کر ایلہ تک کا درمیانی فاصلہ ہے، (حوض کوثر کا) پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔‘‘

۴۔ رسول معظم ﷺ کے لئے جنت میں منبر کی تنصیب

حضور نبیٔ اکرم ﷺ جس منبر پر تشریف فرما ہو کر مسجد نبوی میں خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے وہ جنت میں نصب ہوگا۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا:

ما بين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة و منبري على حوضي۔(۲)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۷۹۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۰۰

۲۔ ابن ماجہ نے ’السنن (۲: ۱۴۳۸، کتاب الزہد، رقم: ۴۳۰۲)‘ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔

۳۔ ابن حبان، نے ’الصحیح (۱۶: ۲۲۵، رقم: ۷۲۴۱) میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بیان کی ہے۔

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۹۹، کتاب الجمعہ، رقم: ۱۱۳۸

۲۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۶۷، کتاب الحج، رقم: ۱۷۸۹

۳۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۴۰۸، کتاب الرقاق، رقم: ۶۲۱۶

۴۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۶۷۲، کتاب الاِعتصام بالکتاب والسنہ، رقم: ۶۹۰۴

←

’’میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور (روزِ قیامت) میرا منبر میرے حوضِ (کوثر) پر ہوگا۔‘‘

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

منبری علی ترعة من ترع الجنة۔ (۱)

...... ۵۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۱۱، کتاب الحج، رقم: ۱۳۹۱

۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۶۵، رقم: ۳۷۵۰

۷۔ مالک، الموطا، ۱: ۱۹۷، رقم: ۴۶۳

۸۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۶۵، رقم: ۱۰۰۰۹

۹۔ عبدالرزاق، المصنف، ۳: ۱۸۳، رقم: ۵۲۴۳

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۰۱، رقم: ۹۲۰۴

۲۔ احمد بن حنبل نے ’المسند (۳: ۳۸۹، رقم: ۱۵۲۲۴)‘ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

۳۔ احمد بن حنبل نے ’المسند (۵: ۳۳۵، رقم ۲۲۸۹۲)‘ میں حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۴۔ ابویعلی نے ’المسند (۳: ۳۱۹، رقم: ۱۷۸۴)‘ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

۵۔ ابویعلی نے ’المسند (۳: ۴۶۲، رقم: ۱۹۶۴)‘ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

۶۔ طبرانی نے ’المعجم الکبیر (۶: ۱۴۲، رقم: ۵۷۷۹)‘ میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۷۔ طبرانی نے ’المعجم الاوسط (۳: ۲۶۹، رقم: ۳۱۱۲)‘ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۸۔ بیہقی نے ’السنن الکبری (۵: ۲۴۷، رقم: ۱۰۰۲)‘ میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

۹۔ مقدسی نے ’الاحادیث المختارہ (۱: ۳۰۴، رقم: ۱۹۴)‘ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

←

’’میرا منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر (کوثر کے کنارے) پر (نصب) ہوگا۔‘‘

۴۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی طرح کی حدیث روایت کی ہے:

قوائم منبری رواتب فی الجنة۔(۱)

’’میرے اس منبر کے پائے جنت میں جمے ہوئے ہیں۔‘‘

۵۔ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کو ’ابو محمد‘ کے لقب سے پکارا جائے گا

سیدنا آدم علیہ السلام کی جنت میں کنیت ’ابو محمد‘ ہوگی۔ ذریتِ آدم علیہ السلام میں دیگر جلیل القدر انبیاء و صلحاء بھی شامل ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و احترام کی بدولت انہیں صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کی کنیت سے پکارا جائے گا۔

امام جلال الدین سیوطی اور امام محمد بن یوسف صالحی نے یہ روایت بیان کی ہے:

و یکنیٰ آدم فی الجنة به صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دون سائر ولده تکریماً له، فیقال له: أبو محمد۔(۲)

’’جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و احترام کے پیشِ نظر حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے ہوگی۔ پس اُنہیں ’ابو محمد‘ کہہ کر پکارا جائے گا۔‘‘

------ ۱۰۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۸، ۹

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۲۸۹

۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۸۸، رقم: ۴۲۸۷

۳۔ عبدالرزاق، المصنف، ۳: ۱۸۲، رقم: ۵۲۴۲

(۲) ۱۔ سیوطی، انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب: ۵۱

۲۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۱۰: ۳۸۸

۷۔ تمام اہلِ جنت کا وظیفہ مصحفِ محمدی ﷺ (قرآن مجید) ہوگا

جنت میں حضور ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآنِ مجید کی تلاوت کی جائے گی۔

امام جلال الدین سیوطی اور امام محمد بن یوسف صالحی نے آپ ﷺ کی اس خصوصیت کا ذکر کیا ہے:

أنه لا يقرأ في الجنة إلا كتابه۔(۱)

''جنت میں صرف آپ ﷺ کی کتاب (قرآنِ مجید) کی تلاوت کی جائے گی۔''

۸۔ تمام اہل جنت کی زبان، زبانِ محمدی ﷺ (عربی) ہوگی

جنت میں جس زبان کو لوگ اپنے ما فی الضمیر کے اظہار کا وسیلہ بنائیں گے وہ عربی ہوگی۔ یہ بھی نسبتِ رسول ﷺ کا کمال ہے کہ اہلِ جنت کی زبان عربی ہوگی اور وہ سب عربی ہی میں گفتگو کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی محتشم ﷺ نے فرمایا:

أنا عربي والقرآن عربي ولسان أهل الجنة عربي۔(۲)

''میں عربی ہوں، قرآن عربی (زبان میں) ہے اور اہلِ جنت کی زبان (بھی) عربی (ہی) ہوگی۔

---

(۱) ۱۔ سیوطی، انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب:۵۲
۲۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۱۰: ۳۸۸

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱۰: ۷۱، رقم: ۹۱۴۳
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۵۳
۳۔ سیوطی، انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب:۵۲
۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۱۱: ۳۸۸

مآخذ و مراجع

۱۔ **القرآن الحکیم**

۲۔ **آجری**، ابو بکر محمد بن حسین بن عبد اللہ (م۳۶۰ھ/۹۷۰ء)۔ الشریعہ۔ لاہور، پاکستان: انصار السنۃ المحمدیہ۔

۳۔ **آلوسی**، محمود بن عبد اللہ حسینی (۱۲۱۷۔۱۲۷۰ھ/۱۸۰۲۔۱۸۵۴ء)۔ **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**۔ لبنان دار احیاء التراث العربی۔

۴۔ **ابن ابی شیبہ**، ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/۷۷۶۔۸۴۹ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۵۔ **ابن ابی عاصم**، ابوبکر بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶۔۲۸۷ھ/۸۲۲۔۹۰۰ء)۔ **السنہ**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۰ھ۔

۶۔ **ابن اثیر**، ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی جزری (۵۵۵۔۶۳۰ھ/۱۱۶۰۔۱۲۳۳ء)۔ **أسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۷۔ **ابن اثیر**، ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی جزری (۵۵۵۔۶۳۰ھ/۱۱۶۰۔۱۲۳۳ء)۔ **الکامل فی التاریخ**۔ بیروت، لبنان: دار صادر، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء

۸۔ **ابن بکار۔ اخبار مدینہ**۔

۹۔ **ابن اسحاق**، اسماعیل بن اسحاق المالکی (۱۹۹۔۲۸۲ھ) **فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ**۔

مدینہ منورہ، سعودی عرب: دار المدینۃ المنورہ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء۔

۱۰۔ **ابن تیمیہ،** احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱۔ ۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳۔ ۱۳۲۸ء)۔ **الصارم المسلول علی شاتم الرسول**۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۷ھ۔

۱۱۔ **ابن جعد،** ابو الحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی (۱۳۳۔ ۲۳۰ھ/ ۷۵۰۔ ۸۴۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: مؤسسہ نادر، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۲۔ **ابن جوزی،** ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔ ۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔ ۱۲۰۱ء)۔ **صفوۃ الصفوہ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء۔

۱۳۔ **ابن جوزی،** ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔ ۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔ ۱۲۰۱ء)۔ **مولد العروس**۔ بیروت، لبنان: المتکبۃ الثقافیہ

۱۴۔ **ابن جوزی،** ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔ ۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔ ۱۲۰۱ء)۔ **الوفا بِاَحوال المصطفیٰ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۵۔ **ابن حبان،** ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔ ۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔ ۹۶۵ء)۔ **الثقات**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء۔

۱۶۔ **ابن حبان،** ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔ ۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔ ۹۶۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۱۷۔ **ابن حبان،** عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حبان اصبہانی، اَبو محمد (۲۷۴۔ ۳۶۹ھ)۔ **العظمہ**۔ ریاض، سعودی عرب: دار العاصمہ، ۱۴۰۸ھ۔

۱۸۔ **ابن حجر ہیتمی،** ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن حجر (۹۰۹۔ ۹۷۳ھ/ ۱۵۰۳۔ ۱۵۶۶ء)۔ **الدر المنضود فی الصلوۃ والسلام علی الحبیب الشفیع**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: دار المدینۃ المنورہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء

۱۹۔ **ابن حجر ہیتمی**۔ ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن حجر (۹۰۹۔ ۹۷۳ھ/۱۵۰۳۔۱۵۶۶ء)۔ **الصواعق المحرقۃ**۔ قاھرہ، مصر: مکتبۃ القاھرہ، ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء۔

۲۰۔ **ابن خزیمہ**، ابو بکر محمد بن اسحاق (۲۲۳۔۳۱۱ھ/ ۸۳۸۔۹۲۴ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء۔

۲۱۔ **ابن راہویہ**، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن عبداللہ (۱۶۱۔ ۲۳۷ھ/ ۷۷۸۔۸۵۱ء)۔ **المسند**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الایمان، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۲۲۔ **ابن رجب حنبلی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد (۷۳۶۔۷۹۵ھ)۔ **جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ، ۱۴۰۸ھ۔

۲۳۔ **ابن سعد**، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸۔۲۳۰ھ/ ۷۸۴۔۸۴۵ء)۔ **الطبقات الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار بیروت للطباعۃ والنشر، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۲۴۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ۔

۲۵۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ **التمہید**۔ مغرب (مراکش): وزات عموم الأوقاف والشؤون الإسلامیہ، ۱۳۸۷ھ۔

۲۶۔ **ابن عبدالبر**، ابوعمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ **جامع بیان العلم وفضلہ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۲۷۔ **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵۔۱۱۷۶ء)۔ **تاریخ/تہذیب دمشق الکبیر**، بیروت، لبنان: دارالمیسرہ، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۲۸۔ **ابن عساکر،** ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵۔۱۱۷۶ء)۔ **تاریخ دمشق الکبیر،** بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۲۹۔ **ابن عساکر،** ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵۔۱۱۷۶ء)۔ **السیرۃ النبویہ۔** بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۳۰۔ **ابن قیم،** محمد بن ابی بکر، ایوب الزرعی، أبوعبداللہ (۶۹۱۔۷۵۱ھ)۔ **الروح۔** بیروت، لبنان: دارالکتب العلم، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء

۳۱۔ **ابن قیم،** محمد بن ابی بکر، ایوب الزرعی، أبوعبداللہ (۶۹۱۔۷۵۱ھ)۔ **جلاء الافہام۔** بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ ۔

۳۲۔ **ابن قتیبہ،** ابومحمد عبداللہ بن مسلم الدینوری (۲۱۳۔ ۲۷۶ھ)۔ **تفسیر غریب القرآن۔** پشاور، پاکستان: مکتبہ توحیدوسنہ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۳۳۔ **ابن قتیبہ،** ابومحمد عبداللہ بن مسلم الدینوری (۲۱۳۔۲۷۶ھ)۔ **الامامہ والسیاسہ۔** مصر: مطبع مصطفیٰ البابی، ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء۔

۳۴۔ **ابن کثیر،** ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **البدایہ و النہایہ۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۳۵۔ **ابن کثیر،** ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم۔** بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۳۶۔ **ابن ماجہ،** ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ **السنن۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۳۷۔ **ابن ماجہ،** ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔

السنن۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء۔

۳۸۔ **ابن مبارک**، ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن واضح مروزی (۱۱۸۔۱۸۱ھ/ ۷۳۶۔۷۹۸ء)۔ **کتاب الزہد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۳۹۔ **ابن الوردی**، زین الدین عمر بن مظفر (م ۷۴۹ھ)۔ **التاریخ**۔ بیروت، لبنان: ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۴۰۔ **ابن مندہ**، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن یحییٰ (۳۱۰۔۳۹۵ھ/ ۹۲۲۔۱۰۰۵ء)۔ **الایمان**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۶ھ۔

۴۱۔ **ابن ہشام**، ابو محمد عبد الملک حمیری (م۲۱۳ھ/ ۸۲۸ء)۔ **السیرۃ النبویہ**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۱ھ۔

۴۲۔ **ابو داؤد**، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۴۳۔ **ابو داؤد**، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۴۴۔ **ابو علا مبارک پوری**، محمد عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم (۱۲۸۳۔۱۳۵۳ھ)۔ **تحفۃ الاحوذی**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۴۵۔ **ابو عبد اللہ**، محمد بن سلیمان الجزولی (م ۸۷۰ھ)۔ **دلائل الخیرات**۔ پاکپتن، پاکستان: زیرِ اہتمام: دربار عالیہ نقشبندیہ اکبریہ۔

۴۶۔ **ابو عوانہ**، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری (۲۳۰۔۳۱۶ھ/ ۸۴۵۔۹۲۸ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

۴۷۔ **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء**۔ بیروت، لبنان: دار

الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۴۸۔ **ابونعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **دلائل النبوہ**۔ حیدرآباد، بھارت: مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء۔

۴۹۔ **ابونعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **المسند المستخرج علی صحیح مسلم**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۶ء۔

۵۰۔ **ابویعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحیی بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المسند**۔ دمشق، شام: دارالمأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۵۱۔ **ابویعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحیی بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المعجم**۔ فیصل آباد، پاکستان: ادارۃ العلوم والاثریہ، ۱۴۰۷ھ۔

۵۲۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **فضائل الصحابہ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ۔

۵۳۔ **احمد بن حنبل**، ابوعبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔

۵۴۔ **ازدی**، معمر بن راشد (م ۱۵۱ھ)۔ **الجامع**۔ بیروت، لبنان: مکتبۃ الایمان، ۱۹۹۵ء۔

۵۵۔ **اسماعیل حقی**، بروسوی یا اسکوداری (۱۰۶۳۔۱۱۳۷ھ/۱۶۵۲۔۱۷۲۴ء)۔ **تفسیر روح البیان**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۵۶۔ **اشرف علی تھانوی**، مولانا (۱۲۸۰۔۱۳۶۲ھ/۱۸۶۳۔۱۹۴۳ء)۔ **نشر الطیب**۔ کراچی، پاکستان: ایچ۔ ایم سعید کمپنی، ۱۹۸۹ء۔

۵۷۔ **ابوبکر بغدادی**، احمد بن علی بن ثابت (۳۹۲۔۴۶۳ھ)۔ **الفصل للموصل المدرج فی**

النقل۔ ریاض، سعودی عرب: دار الہجرۃ، ۱۴۶۳ھ۔

۵۸۔ **اندلسی**، عمر بن علی بن احمد الوادیاشی (۷۲۳۔۸۰۴ھ) **تحفۃ المحتاج إلی ادلۃ المحتاج**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: دار حراء، ۱۴۰۶ھ۔

۵۹۔ **انور شاہ کشمیری**، محمد انور بن مولانا محمد معظم شاہ کشمیری (۱۲۹۲۔۱۳۵۲ھ)۔ **العرف الشذی برحاشیہ جامع الترمذی**۔ ملتان، پاکستان: فاروقی کتب خانہ۔

۶۰۔ **انور شاہ کشمیری**، محمد انور بن مولانا محمد معظم شاہ کشمیری (۱۲۹۲۔۱۳۵۲ھ) **فیض الباری علی صحیح البخاری**۔ قاہرہ، مصر: مطبعہ حجازی، ۱۳۵۷ھ۔۱۹۳۸ء۔

۶۱۔ **البانی**، محمد ناصر الدین (۱۳۳۳۔۱۴۲۰ھ/۱۹۱۴۔۱۹۹۹ء)۔ **سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۶۲۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الادب المفرد**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء۔

۶۳۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **التاریخ الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۶۴۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

۶۵۔ **برناباس کی اِنجیل**۔ لاہور، پاکستان: اسلامک پبلی کیشنز۔

۶۶۔ **بزار**، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۰۔۲۹۲ھ/۸۲۵۔۹۰۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: ۱۴۰۹ھ۔

۶۷۔ **بغوی**، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد (۴۳۶۔۵۱۶ھ/۱۰۴۴۔۱۱۲۲ء)۔ **شرح السنۃ**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۶۸۔ **بغوی**، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد (۴۳۶۔۵۱۶ھ/۱۰۴۴۔۱۱۲۲ء)۔ **معالم التنزیل**۔

بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۶۹۔ **بوصیری**، ابو عبد اللہ شرف الدین محمد (۶۰۸۔۶۹۶ھ/۱۲۱۲۔۱۲۹۶ یا ۱۲۹۷ء)۔ **قصیدہ بردہ شریف۔**

۷۰۔ **بیجوری**، ابراہیم بن محمد (۱۲۷۶ھ)۔ **المواھب اللدنیہ حاشیہ علی الشمائل المحمدیہ۔** مصر: مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء۔

۷۱۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **دلائل النبوہ۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۷۲۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبریٰ۔** مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۷۳۔ **بیہقی** ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء) **السنن الصغیر۔** بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۷۴۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **شعب الایمان۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۷۵۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ **الجامع الصحیح۔** بیروت، لبنان: دارالغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۷۶۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ **الجامع الصحیح۔** بیروت، لبنان: دارا حیاء التراث العربی۔

۷۷۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ **الشمائل المحمدیہ۔** بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، ۱۴۱۲ھ۔

۷۸۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ **الشمائل المحمدیہ مع جامع الترمذی۔** ملتان، پاکستان: فاروقی کتب خانہ

۷۹۔ **جرجانی**، علی بن محمد بن علی، سید شریف (۷۴۰۔ ۸۱۶ھ)۔ **التعریفات**۔ کراچی، پاکستان: مکتبہ حمادیہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۸۰۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت۔ لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۸۱۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ مکہ، سعودی عرب: دار الباز للنشر و التوزیع۔

۸۲۔ **حکیم ترمذی**، ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن بن بشیر[۱]۔ **نوادر الاصول فی احادیث الرسول**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۹۹۲ء۔

(۱) حکیم ترمذی ۳۱۸ھ/۹۳۰ء میں زندہ تھے مگر اُن کی تاریخ وفات معلوم نہیں۔

۸۳۔ **حلبی**، علی بن برہان الدین (۱۴۰۴ھ)۔ **السیرۃ الحلبیۃ**۔ بیروت، لبنان، دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ۔

۸۴۔ **حمیدی**، ابو بکر عبداللہ بن زبیر (م ۲۱۹ھ/۸۳۴ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ + قاہرہ، مصر: مکتبۃ المتنبی۔

۸۵۔ **خازن**، علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن خلیل (۶۷۸۔۷۴۱ھ/۱۲۷۹۔۱۳۴۰ء)۔ **لباب التأویل فی معانی التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۸۶۔ **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **تاریخ بغداد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۸۷۔ **خطیب تبریزی**، محمد بن عبداللہ۔ **مشکوٰۃ المصابیح**۔ بیروت، لبنان، دار الفکر، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۸۸۔ **خفاجی**، ابو عباس احمد بن محمد بن عمر (۹۷۹۔۱۰۶۹ھ/۱۵۷۱۔۱۶۵۹ء)۔ **نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء۔

۸۹۔ **خلال**، احمد بن محمد بن ہارون بن یزید، اُبوبکر (۳۳۴۔ ۳۱۱ھ)۔ **السنہ**۔ ریاض، سعودی عرب: دارالرایہ، ۱۴۱۰ھ

۹۰۔ **دارمی**، ابومحمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۹۱۔ **دانی**، ابو عمرو عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر اُموی مقری (۳۷۱۔۴۴۴ھ/۹۸۱۔۱۰۵۲ء)۔ **السنن الوارده فی الفتن**۔ ریاض، سعودی عرب: دار العاصمہ، ۱۴۱۶ھ۔

۹۲۔ **دارقطنی**، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶۔۳۸۵ھ/ ۹۱۸۔۹۹۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء۔

۹۳۔ **دولابی**، ابو بشر محمد بن احمد بن حماد (۲۲۴۔۳۱۰ھ)۔ **الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ**۔ کویت: الدار السّلفیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۹۴۔ **دومی**، احمد عبدالجواد۔ **الاتحافات الربانیہ**۔ مصر: المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، ۱۳۸۱ھ۔

۹۵۔ **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمذانی (۴۴۵۔۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳۔۱۱۱۵ء)۔ **الفردوس بمأثور الخطاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۹۶۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **میزان الاعتدال فی نقد الرجال**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۹۹۵ء۔

۹۷۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **سیر أعلام النبلاء**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۳ھ۔

۹۸۔ **رازی**، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی (۵۴۳۔۶۰۶ھ/ ۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء)۔ **التفسیر الکبیر**۔ تہران، ایران: دار الکتب العلمیہ۔

۹۹۔ **رویانی**، ابو بکر فی بن ہارون (م ۳۰۷ھ)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ۱۴۱۶ھ۔

۱۰۰۔ **زرقانی**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰ء)۔ **شرح المواہب اللدنیہ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

۱۰۱۔ **زرقانی**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰ء)۔ **شرح الموطا**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔

۱۰۲۔ **زمخشری**، امام جار اللہ محمد بن عمر بن محمد خوارزمی (۴۶۷۔۵۳۸ھ)۔ **الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل**۔ قاھرہ، مصر: ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء

۱۰۳۔ **زیلعی**، عبد اللہ بن یوسف، ابو محمد حنفی (م ۷۶۲ھ)۔ **نصب الرایۃ لأحادیث الہدایہ**۔ مصر: دار الحدیث، ۱۳۵۷ھ۔

۱۰۴۔ **سخاوی**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد (۸۳۱۔۹۰۲ھ / ۱۴۲۸۔۱۴۹۷ء) **القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: المکتبۃ العلمیہ، ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء

۱۰۵۔ **سمہودی**، نور الدین علی بن احمد، المصری (م ۹۱۱ھ)۔ **وفاء الوفا باخبار دار المصطفی** ﷺ۔ مصر: مطبعۃ السعادہ، ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء۔

۱۰۶۔ **سندی**، نور الدین بن عبد الھادی، أبو الحسن (م، ۱۱۳۸ھ)۔ **حاشیہ علی سنن النسائی**۔ حلب: مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۰۷۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۰۸۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **الخصائص الکبریٰ**۔ فیصل آباد، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ۔

۱۰۹ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۱۰۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **الرسائل التسع**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء العلوم، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۱۱۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: دار المدینۃ المنورہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۱۱۲۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **الحاوی للفتاویٰ**۔ مصر: مطبعۃ السعادہ، ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹ء۔

۱۱۳۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **تفسیر جلالین**۔ بیروت لبنان: دار ابن کثیر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۱۴۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **لباب النقول فی اسباب النزول**۔ قاہرہ، مصر: مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء۔

۱۱۵۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان

(۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء۔**

۱۱۶۔ **شاشی**، ابو سعید ہیثم بن کلیب بن شریح (م ۳۳۵ھ/ ۹۴۶ء)۔ **المسند**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ العلوم و الحکم، ۱۴۱۰ھ۔

۱۱۷۔ **شافعی**، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع قرشی (۱۵۰۔۲۰۴ھ / ۷۶۷۔۸۱۹ء)۔ **المسند**۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۱۸۔ **شامی**، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴۔ ۱۳۰۶ھ)۔ **رد المختار علی الدر المختار**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۱۱۹۔ **شرنبلالی**، ابو اخلاص حسن بن عمار بن علی حنفی (۹۹۴۔۱۰۶۹ھ/ ۱۵۸۵۔۱۶۵۹ء)۔ **نور الایضاح۔**

۱۲۰۔ **شریف رضی**۔ **نہج البلاغہ**۔ بغداد، عراق۔ دار الکتب العلمیہ۔

۱۲۱۔ **شمس الحق**، محمد شمس الحق عظیم آبادی أبو طیب۔ **عون المعبود شرح سنن ابی داؤد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ۔

۱۲۲۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/ ۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **فتح القدیر**۔ مصر: مطبع مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۴ء۔

۱۲۳۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/ ۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء۔

۱۲۴۔ **شیبانی**، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد (۲۰۶۔۲۸۷ھ/ ۸۲۲۔۹۰۰ء)۔ **الآحاد و المثانی**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۱۲۵۔ **صالحی**، ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف شامی (م ۹۴۲ھ/ ۱۵۳۶ء)۔ **سبل الہدیٰ والرشاد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۱۲۶۔ **صاوی**، احمد بن محمد خلوتی مالکی (۱۱۷۵۔۱۲۴۱ھ/ ۱۷۶۱۔۱۸۲۵ء)۔ **حاشیہ علی تفسیر**

الجلالین۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۲۷۔ **صنعانی**، محمد بن اسماعیل امیر (۷۷۳۔ ۸۵۲ھ)۔ **سبل السلام شرح بلوغ المرام**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۷۹ھ۔

۱۲۸۔ **صیداوی**، محمد بن احمد بن جمیع، ابوحسین (۳۰۵۔ ۴۰۲)۔ **معجم الشیوخ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۱۲۹۔ **ضیاء مقدسی**، محمد بن عبد الواحد حنبلی (م ۶۴۳ھ)۔ **الاحادیث المختارہ**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبۃ النہضۃ الحدیثیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۳۰۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔ ۳۶۰ھ/۸۷۳۔ ۹۷۱ء)۔ **مسند الشامیین**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء۔

۱۳۱۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔ ۳۶۰ھ/۸۷۳۔ ۹۷۱ء)۔ **المعجم الاوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۱۳۲۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔ ۳۶۰ھ/۸۷۳۔ ۹۷۱ء)۔ **المعجم الاوسط**۔ قاہرہ، مصر: دارالحرمین، ۱۴۱۵ھ۔

۱۳۳۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔ ۳۶۰ھ/۸۷۳۔ ۹۷۱ء)۔ **المعجم الصغیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۱۳۴۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔ ۳۶۰ھ/۸۷۳۔ ۹۷۱ء)۔ **المعجم الصغیر**۔ عمان: دار عمار، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۱۳۵۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔ ۳۶۰ھ/۸۷۳۔ ۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ موصل، عراق: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء۔

۱۳۶۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔ ۳۶۰ھ/۸۷۳۔ ۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

۱۳۷۔ **طبری**، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/ ۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ **جامع البیان فی تفسیر القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۱۳۸۔ **طبری**، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/ ۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ **تاریخ الامم والملوک**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۳۹۔ **طحاوی**، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹۔۳۲۱ھ/ ۸۵۳۔۹۳۳ء)۔ **شرح معانی الآثار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۱۴۰۔ **طحطاوی**، شیخ احمد حنفی۔ **مراقی الفلاح شرح نور الایضاح**۔ مصر: مکتبہ تجاریہ کبریٰ۔

۱۴۱۔ **طیالسی**، ابو داؤد سلیمان بن داؤد جارود (۱۳۳۔۲۰۴ھ/ ۷۵۱۔۸۱۹ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۴۲۔ **ظاہری**، ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، ابو محمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ)۔ **المحلی**۔ بیروت، لبنان: دار الآفاق الجدیدہ۔

۱۴۳۔ **عبد بن حمید**، ابو محمد بن نصر اکسی (م ۲۴۹ھ/ ۸۶۳ء)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ السنہ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۴۴۔ **عبد الحق محدث دہلوی**، شیخ (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/ ۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ **جذب القلوب الی دیارِ المحبوب**۔ لکھنؤ، بھارت، مطبع منشی نولکشور۔

۱۴۵۔ **عبد الحق محدث دہلوی**، شیخ (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/ ۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ **مدارج النبوہ**۔ کانپور، بھارت: مطبع منشی نولکشور۔

۱۴۶۔ **عبدالرزاق**، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ/ ۷۴۴۔۸۲۶ء)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۱۴۷۔ **عجلونی**، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی بن عبد الغنی جراحی (۱۰۸۷۔۱۱۶۲ھ/ ۱۶۷۶۔۱۷۴۹ء)۔ **کشف الخفا و مزیل الالباس**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ،

۱۴۰۵ھ۔

۱۴۸۔**عراقی**، زین الدین، ابو الفضل عبد الرحیم بن الحسین بن عبدالرحمٰن (۷۲۵ھ۔ ۸۰۶ھ)۔ **طرح التثریب فی شرح التقریب**۔ بیروت، لبنان: داراحیاء التراث العربی۔

۱۴۹۔**عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ **الاصابہ فی تمییز الصحابہ**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

۱۵۰۔**عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ **فتح الباری**۔ لاہور، پاکستان: دارنشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۱۵۱۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **لسان المیزان**۔ بیروت، لبنان، مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۵۲۔**عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲۔۸۵۵ھ/۱۳۶۱۔۱۴۵۱ء)۔**عمدۃ القاری**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۱۵۳۔ **فاسی**، محمد مہدی بن احمد بن علی یوسف (۱۰۳۳۔۱۱۰۹ھ/۱۶۲۴۔۱۶۹۸ء)۔ **مطالع المسرات**۔فیصل آباد، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ۔

۱۵۴۔ **فیروز آبادی**، ابو طاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن ابی بکر بن احمد بن محمود (۷۲۹۔۸۱۷ھ/ ۱۳۲۹۔۱۴۱۴ء)۔ **تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس**۔ مصر: ۱۳۵۶ھ۔

۱۵۵۔ **فیروز آبادی**، ابو طاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن ابی بکر بن احمد بن محمود (۷۲۹۔۸۱۷ھ/ ۱۳۲۹۔۱۴۱۴ء)۔ **الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر**۔لاہور پاکستان: مکتبہ اشاعت القرآن۔

۱۵۶۔ **قاضی ثناء اللہ پانی پتی** (م ۱۲۲۵ھ)۔ **التفسیر المظہری**۔ کوئٹہ، پاکستان: بلوچستان بک ڈپو۔

۱۵۷۔ **قاضی عیاض**، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی (۴۷۶۔۵۴۴ھ/۱۰۸۳۔۱۱۴۹ء)۔ **الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

۱۵۸۔ **قاضی عیاض**، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی (۴۷۶۔۵۴۴ھ/۱۰۸۳۔۱۱۴۹ء)۔ **الشفاء**۔ ملتان، پاکستان: عبدالتواب اکیڈمی۔

۱۵۹۔ **قرطبی**، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ بن مفرج اُموی (۲۸۴۔۳۸۰ھ/ ۸۹۷۔۹۹۰ء)۔ **الجامع لاحکام القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۶۰۔ **قزوینی**، عبدالکریم بن محمد الرافعی۔ **التدوین فی اخبار قزوین**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۷ء۔

۱۶۱۔ **قسطلانی**، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱۔۹۲۳ھ/۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء)۔ **المواہب اللدنیہ**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء۔

۱۶۲۔ **قضاعی**، ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکمون بن ابراہیم بن محمد بن مسلم قضاعی (م ۴۵۴ھ/۱۰۶۲ء)۔ **مسند الشہاب**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۶۳۔ **کنانی**، احمد بن ابی بکر بن اسماعیل (۷۶۲۔۸۴۰ھ) **مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجہ**۔ بیروت، لبنان: دار العربیۃ، ۱۴۰۳ھ۔

۱۶۴۔ **کتاب مقدس**، بائبل سوسائٹی، انارکلی، لاہور

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

۱۶۵۔ **مالک**، ابن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصبحی (۹۳۔۱۷۹ھ/ ۷۱۲۔۷۹۵ء)۔ **الموطا**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۶۶۔ **ماوردی**، ابوالحسین علی بن محمد بن حبیب (۳۷۰۔ ۴۲۹ھ)۔ **أعلام النبوہ**۔ بیروت، لبنان: دارالکتاب العربی، ۱۹۸۷ء۔

۱۶۷۔ **مبارک پوری**، محمد عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم (۱۲۸۳۔۱۳۵۳ھ)۔ **تحفۃ الاحوذی**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۶۸۔ **مجاہد**، ابو الحجاج مجاہد بن جبر التابعی المکی المخزومی (۱۰۴ھ)۔ **تفسیر مجاہد**۔ بیروت، لبنان: المنشورات العلمیہ۔

۱۶۹۔ **محلی**، جلال الدین محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن احمد بن ہاشم (۷۹۱۔۸۶۴ھ/ ۱۳۸۹۔۱۴۵۹ء) + **سیوطی**، جلال الدین ابوالفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **تفسیر الجلالین**۔ کراچی، پاکستان: تاج کمپنی لمیٹڈ۔

۱۷۰۔ **مروزی**، محمد بن نصر بن الحجاج، ابو عبداللہ (۲۰۲۔۲۹۴ھ)۔ **السنہ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، ۱۴۰۸ھ۔

۱۷۱۔ **مزی**، ابو الحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (۶۵۴۔۷۴۲ھ/ ۱۲۵۶۔۱۳۴۱ء)۔ **تہذیب الکمال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۱۷۲۔ **مسلم**، ابن الحجاج قشیری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔ ۸۷۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۷۳۔ **مقریزی**، ابو العباس احمد بن علی بن عبد القادر بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن تمیم بن عبد الصمد (۷۶۹۔۸۴۵ھ/ ۱۳۶۷۔۱۴۴۱ء)۔ **اِمتاعُ الاَسماع**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۱۷۴۔ **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ **مرقاۃ المفاتیح**۔ بمبئی، بھارت، اصح المطابع۔

۱۷۵۔ **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ **شرح الشفا**۔ مصر، ۱۳۰۹ھ۔

۱۷۶۔ **مناوی**، عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین (۹۵۲۔۱۰۳۱ھ/ ۱۵۴۵۔۱۶۲۱ء)۔ **فیض القدیر شرح الجامع الصغیر**۔ مصر: مکتبہ تجاریہ کبریٰ، ۱۳۵۶ھ۔

۱۷۷۔ **منذری**، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔۶۵۶ھ/ ۱۱۸۵۔ ۱۲۵۸ء)۔ **الترغیب و الترہیب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۱۷۸۔ **نبہانی**، یوسف بن اسماعیل بن یوسف (۱۲۶۵۔۱۳۵۰ھ)۔ **صلوات الثناء علی سید الانبیاء ﷺ**۔ حلب، شام: دار القلم العربی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء

۱۷۹۔ **نبہانی**، یوسف بن اسماعیل بن یوسف (۱۲۶۵۔۱۳۵۰ھ)۔ **حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین**۔ فیصل آباد، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ۔

۱۸۰۔ **نجاد**، احمد بن سلیمان، ابو بکر (۲۵۳۔۳۴۸ھ) **الرد علی من یقول القرآن المخلوق**۔ کویت: مکتبۃ الصحابۃ الاسلامیہ، ۱۴۰۰ھ۔

۱۸۱۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۸۲۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۱۸۳۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۸۴۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **فضائل الصحابہ**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ۔

۱۸۵۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **عمل الیوم واللیۃ**۔ بیروت، لبنان: موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱۸۶۔ **نووی**، ابو زکریا یحیی بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ **الاذکار**۔ المطبعۃ الخیریہ، ۱۳۲۳ھ

۱۸۷۔ **نووی**، ابو زکریا یحیی بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ **تہذیب الاسماء و اللغات**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۸۸۔ **نووی**، ابو زکریا یحیی بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ **شرح صحیح مسلم**۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ، ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء۔

۱۸۹۔ **ہناد**، بن السری کوفی (۱۵۲۔۲۴۳ھ)۔ **الزہد**۔ کویت: دارالخلفاء للکتاب الاسلامی، ۱۴۰۶ھ۔

۱۹۰۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ **مجمع الزوائد**۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱۹۱۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ **موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۹۲۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ **موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام:

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

دارالثقافۃ العربیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۹۳۔ **ہندی**، حسام الدین، علاء الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)۔ **کنز العمال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۳۹۹/ ۱۹۷۹۔

۱۹۴۔ **یاقوت بغدادی**، یاقوت بن عبداللہ الحموی، ابو عبداللہ (م ۶۲۶ھ)۔ **معجم البلدان**۔ بیروت، لبنان: داراحیاء التراث، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۱۹۵۔ **یعقوبی**، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح الکاتب العباسی (م۲۷۴ھ/ ۸۹۷ء) **التاریخ**۔ بیروت، لبنان: دارصادر۔

۱۹۶۔ **یوسف بن موسیٰ**، أبو المحاسن الحنفی۔ **المعتصر من المختصر من مشکل الآثار**۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب۔

197- *The Holy Bible,* King James version, New York.

198- *The Bible,* The British & Foreign Bible Society, 1967.

199- *Encyclopaedia of Britannica,*1962.

200- *The Gospel of Barnabas*, Edited by Lonsdale and Launa Ragg.